چھوٹا منہ بڑی بات

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زبان سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق توہین آمیز کلمات

حافظ عبدالرحمٰن خان
ابن سرور شاہ عالمی
ابوالشہید مظفرگڑھی
خلیفہ مجاز سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 5877456
www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

زیر نظر رسالہ ایک تاریخی المیہ کی دردناک داستان ہے کہ مرزا صاحب نے جب سے اصلاح وتجدید دین کے نام پر قلم اٹھایا اپنے مخاطبین کو وہ گالیاں دیں کہ دنیا بھر کی تاریخ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی اس دور کی مثال نہیں مل سکتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا۔ اگرچہ مرزا صاحب کے قلم خونخوار سے نہ کوئی نبی، نہ صحابی، نہ اہل بیت، نہ علماء اور بزرگان امت بچا، مگر عجیب عجوبہ یہ ہے کہ مرزا صاحب جس (یعنی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مثیل ہونے کے مدعی تھے، اس کو مرزا صاحب نے منہ بھر کر گالیاں دیں کہ یہودی بھی کان میں انگلیاں دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ مرزا صاحب کی تحریرات اس قدر متعفن تھیں کہ میں ناک پر کپڑا رکھے بغیر ان کو پڑھ نہیں سکا، اور آپ بھی یقیناً یہ تلخی اور تعفن محسوس کریں گے۔

زیر نظر رسالہ پہلا حصہ ہے جس میں مرزا صاحب کے ''گلستان نبوت'' سے چند گلدستے آپ کے دماغ کی عطر بیزی کے لیے جمع کر دیے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ان عبارات کے متعلق عذر گناہ بدتر از گناہ کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے اور الزامی اور تحقیقی جواب سے مزین کیا ہے۔ اس رسالہ میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے صفحات میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآنی تعلیمات اور اسلامی نقطہ نگاہ کی وضاحت ہے اور اس کے بعد اگلے صفحات پر مرزا صاحب کے عقائد قرآن شریف سے انحراف اور توہین مسیح کی عبارتیں درج ہیں جو اس کی اپنی کتابوں سے بقید صفحہ ہیں۔ حوالے خود اصل کتابوں سے درج کیے گئے ہیں۔ ان میں خیانت ثابت کرنے والوں کو فی حوالہ ایک لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔ اب مطالعہ کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یہ بازاری گالیاں نبی تو ایک طرف، عام آدمی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک غیر شریف انسان کے قلم سے بھی نہیں نکل سکتیں۔

حافظ عبدالرحمٰن خان عفی عنہ

حضرت مریم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العلمین ٥ ذریۃ بعضھا من بعض ط واللہ سمیع علیم٥ (سورہ آل عمران آیت33-34 پارہ3)	ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا آدم اور نوح علیہما السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کے گھر کو اور عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھر کو سارے جہان سے جو اولاد ہے ایک دوسرے کی اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

خلاصہ یعنی سب کی دعاؤں کو سنتا، اور سب کے ظاہری و باطنی احوال واستعداد کو جانتا ہے۔ لہٰذا یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ کیف ما اتفق انتخاب کرلیا ہوگا۔ وہاں کا ہر کام پورے علم وحکمت پرمبنی ہے۔

اذ قالت امرات عمران رب انی نذرت لک مافی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم٥ (سورہ آل عمران آیت35 پارہ3)	ترجمہ: جب کہا عمران کی بیوی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ سب سے آزاد رکھ، سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے جاننے والا۔

خلاصہ: حضرت عمران کی بیوی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی حنہ بنت فاقوذ اس نے اپنے زمانہ کے رواج کے موافق منت مانی تھی کہ خداوند! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے، میں اسے تیرے نام پر آزاد کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیاوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت، اور کلیسا کی خدمت میں لگا رہے گا۔ اے اللہ! تو اپنی مہربانی سے میری نذر کو قبول فرما تو میری عرض کو سنتا اور میری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے گویا لطیف طرز میں استدعا ہوئی کہ لڑکا پیدا ہو کیونکہ لڑکیاں اس خدمت کے لئے قبول نہیں کی جاتی تھیں۔

فلما وضعتھا قالت رب انی وضعتھا انثی. ترجمہ: پھر جب اس کو جنا، بولی اے رب میں نے (سورہ آل عمران آیت36 پارہ3) اس کو لڑکی جنی۔

خلاصہ: یہ حسرت وافسوس سے کہا کیونکہ خلاف توقع پیش آیا اور لڑکی قبول کرنے کا دستور نہ تھا۔

والله اعلم بما وضعت وليس الذكر كالانثى o (سورہ آل عمران آیت 36 پارہ 3)	ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا، اور بیٹا نہ ہوتا جیسی بیٹی۔

خلاصہ: یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ حق تعالیٰ کا کلام ہے، یعنی اسے معلوم نہیں کیا چیز جنی۔ اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے۔ جس طرح کے بیٹے کی اسے خواہش تھی، وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا تھا۔ یہ بیٹی بذات خود مبارک و مسعود ہے اور اس کے وجود ہیں۔ ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود ہے۔

وانی سمیتها مریم و انی اعیذها بک و ذریتها من الشیطن الرجیم o (سورہ آل عمران آیت 36 پارہ 3)	ترجمہ: اور میں نے اس کا نام رکھا مریم، اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔
فتقبلها ربها بقبول حسن و انبتها نباتا حسنا و کفلها زکریا. (سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)	ترجمہ: پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکریا علیہ السلام کے۔

خلاصہ: یعنی گولڑکی تھی مگر حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ اور بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کر لیں۔ اور ویسے بھی مریم علیہا السلام کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ حضرت زکریا علیہ السلام جو کہ مریم علیہا السلام کے خالو لگتے تھے کے سپرد کیا۔ اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی بڑھایا۔ مجاورین میں اس کی پرورش کے متعلق جب اختلاف ہوا تو یہ اختلاف مشتعل جھگڑے کی شکل اختیار کر گیا کیونکہ ہر ایک مجاور کی یہ تمنا تھی کہ مریم میری تربیت میں رہے، چنانچہ قرعہ اندازی کی نوبت آئی تو اللہ تعالیٰ نے قرعہ اندازی میں قرعہ انتخاب حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکال دیا، تاکہ لڑکی اپنی خالہ کی آغوشِ تربیت میں تربیت پائے۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کے علم و دیانت سے مستفید ہو۔ جب مریم علیہا السلام سیانی ہوئی تو مسجد کے پاس ان کے لیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا۔ مریم وہاں دن بھر عبادت میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے پاس گذارتی۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا. (سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)	ترجمہ: جس وقت آتے مریم علیہا السلام کے پاس حجرہ میں زکریا علیہ السلام پاتے اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں۔

خلاصہ: کہتے ہیں مریم کے پاس بے موسم میوے آتے، گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں، اب کھلم کھلا مریم کی برکات، کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے جن کا بار بار مشاہدہ ہونے پر حضرت زکریا علیہ السلام سے نہ رہا گیا اور ازراہ تعجب پوچھنے لگے:

قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)	ترجمہ: اے مریم! کہاں سے آیا تیرے پاس یہ؟ وہ کہنے لگی یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔
وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ o (سورہ آل عمران آیت 42 پارہ 3)	ترجمہ: اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور ستھرا بنایا، اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر (اپنے زمانہ میں)۔

نوٹ: جب حضرت مریم علیہا السلام ناجائز تعلق سے پاک دامن رہتے ہوئے بغیر شادی کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَأَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا. (سورہ مریم آیت 27 پارہ 16)	ترجمہ: پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں، وہ اس کو کہنے لگے اے مریم! تُو نے کی یہ چیز طوفان کی۔

خلاصہ: یعنی بچہ جنتے ہی پہلے دن اسے گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے! مریم تو نے غضب کر دیا۔ اس سے زیادہ جھوٹ غضب طوفان کی چیز اور کیا ہوگی کہ ایک لڑکی کنواری رہتے ہوئے بچہ جنے اور اس پر مزید ظلم یہ کہ وہی لڑکی زہد اور تقویٰ میں اپنی مثل نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ پہلے زمانہ میں ہارون نامی ایک شخص زہد اور تقویٰ میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا۔ اس کی نیکی کا یہ عالم تھا کہ پاکدامنی

زہد وتقویٰ کے متعلق قوم کو صرف حسنِ ظن ہی نہیں تھا بلکہ علم یقین رکھتے تھے۔
لیکن یہ دیکھ کر کہ مریم علیہا السلام نے کنواری رہتے ہوئے بچہ جنا تو فطرتی طور پر انہیں یہ بدگمانی ہوئی اور کہنے لگے اے مریم تو نے تو غضب کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ مریم علیہا السلام لاکھ قسمیں کھاتی مگر کون یقین کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے گویا کر دیا۔ قوم نے جب پہلے ہی دن کے بچہ کو خرق عادت معجزانہ طور پر کلام کرتے ہوئے دیکھا تو ساری بدگمانی جاتی رہی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے۔
یہ وہ خاندان ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں بایں طور فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ. (سورہ آل عمران آیت 33 پارہ 3)	بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے کو اور عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھرانے کو سارے جہان سے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ○ ترجمہ: اور والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولی ہے۔

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (سورہ تحریم آیت 12 پارہ 28)	اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی عصمت کی اور اپنے آپ کو بدکاری سے بچائے رکھا۔

یونہی اپنے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ○وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ. (سورہ آل عمران آیت 45-46 پارہ 3)	(عیسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مقربین اور نیک بخت بندوں میں سے ہیں اور وہ لوگوں سے باتیں کرے گا جبکہ ماں کی گود میں ہوگا اور جبکہ پوری عمر میں ہوگا اور وہ نیک بختوں میں سے ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کی نظر میں

قارئین کرام! آپ نے سابقہ آیات سے اندازہ لگالیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے نانا عمران علیہ السلام اور آپ کی نانی صاحبہ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کا کتنا بڑا مقام اور مرتبہ ہے۔ اب اگلے صفحات میں مدعی نبوت مرزا صاحب نے اسی خاندان کے متعلق گوہر افشانی

کرتے ہوئے جن بازاری گالیوں سے نوازا ہے۔ایسی گندی گالیاں ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والا تو کجا کمینے سے کمینہ انسان بھی کمینے سے کمینے آدمی کو ایسی ننگی گالیاں دیتے ہوئے شرما جائے جو گالیاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام اور آپ کی نانی صاحبہ کو دی ہیں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے:

آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(انجام آتھم صفحہ 291 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا اور پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا، گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات، عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار (ترکھان) کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے، میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 از مرزا غلام احمد صاحب)

جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تو تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار (ترکھان) سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 23-24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 355-356 از مرزا غلام احمد صاحب)

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔

(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 از مرزا غلام احمد صاحب)

حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔ جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہودی طرح یہ لوگ ناطے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

(ایام صلح صفحہ 300 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 300 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو! مذکورہ بالا حوالہ جات عربی نہیں متوفیک و رافعک کی علمی بحث نہیں، بلکہ اردو کی صاف صاف عبارتیں ہیں۔ پاک و ہند میں لاکھوں غیر مسلم اردو جاننے والے موجود ہیں۔ ان کو دکھالو اور ان سے فیصلہ کرالو کہ ان عبارات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے پیش نظر حسب ذیل سوالوں کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟

(1) کیا یوسف نجار نامی کوئی شخص نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ تھا؟

(2) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی بھائی بہنیں تھیں؟

(3) کیا قرآن شریف کی کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت مریم صدیقہ کا نکاح یوسف نجار سے ہوا تھا اور اس سے حضرت مریم علیہا السلام کی اولاد ہوئی تھی؟

(4) حضرت مریم علیہا السلام نے اللہ تعالیٰ سے بتول (کنواری) رہنے کا جو عہد کیا تھا اس عہد کی خلاف ورزی کر کے مریم کامل مومنہ رہیں یا نہ؟

(5) کیا حضرت مریم علیہا السلام کو حمل پہلے ہوا تھا اور نکاح بعد میں؟ کس مستند اور غیر محرف کتاب میں یہ واقعہ لکھا تھا؟

(6) حضرت مسیح علیہ السلام کے باپ کا ذکر کر کے مرزا صاحب نے یہودیوں کی ہمنوائی کی ہے یا نہیں؟

(7) حضرت مریم علیہا السلام کی مجبوریوں کا ذکر قرآن شریف کی کسی آیت میں یا کسی حدیث شریف میں ہے؟

(8) کس کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سرحدی پٹھان قبیلوں کی لڑکیاں نکاح سے پہلے اپنے منسوبوں سے حاملہ ہو جاتی ہیں اور کتاب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(9) حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح سے پہلے اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ اختلاط کا کیا مفہوم ہے؟ قبل از نکاح اپنے منسوبوں سے حاملہ ہونے والی لڑکیوں کے ساتھ حضرت مریم علیہا السلام کو تشبیہ دینے سے کیا تمہارے نبی مرزا صاحب کی یہ غرض نہ تھی کہ انہیں لڑکیوں کی طرح معاذ اللہ حضرت مریم حاملہ ہوئیں؟

مرزا صاحب کی عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے۔

(1) حضرت مریم علیہا السلام اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ قبل از نکاح اختلاط کرتی تھی، اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی اور پٹھانوں کے بعض قبائل کی لڑکیوں کی طرح (نعوذ باللہ) نکاح سے پہلے حاملہ ہوئیں۔

(2) مریم (نعوذ باللہ) کامل ایماندار نہ تھی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کنواری رہنے کا جو عہد کیا تھا لیکن نکاح کر کے اپنے عہد کی خلاف ورزی کی اور نکاح بھی ایام حمل میں کیا، جو موسوی شریعت میں ناجائز تھا۔

(3) موسوی شریعت کی رُو سے یہودیوں میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی ناجائز تھی۔ اس لیے حضرت مریم علیہا السلام کی یوسف نجار سے نسبت اور نکاح ناجائز ہوئے لہٰذا (معاذ اللہ) حسب تصریح مرزا صاحب، حضرت مریم علیہا السلام کے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں کی پیدائش بھی ناجائز تھی۔

(4) حضرت مریم علیہا السلام کا ناجائز نکاح بزرگانِ قوم نے اس مجبوری کی وجہ سے کیا تھا کہ وہ حاملہ ہوگئی تھی۔

(5) نکاح سے پہلے کا حمل یوسف نجار کا ہی تھا کیونکہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کی جو اولاد پیدا ہوئی، مرزا صاحب انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں قرار دیتا ہے۔ حقیقی بھائی بہن وہ ہوتے ہیں جو ایک ماں باپ سے ہوں۔ اگر ماں ایک اور باپ مختلف ہوں تو ایسے بہن بھائی اخیافی کہلاتے ہیں اور اگر باپ ایک اور مائیں الگ ہوں تو انہیں علاتی کہا جاتا ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ایک اور اعتراض ہے جو ہم (یعنی مرزا صاحب) نے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع (علیہ السلام) کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کسبی گناہ سے پاک ہے حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ عیسائی خود مانتے ہیں کہ یسوع نے اپنا گوشت و پوست تمام اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔

(کتاب البریہ صفحہ 77، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 77 از مرزا غلام احمد صاحب)

ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا وِرد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔

(انجام آتھم درحاشیہ 289، مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 289 جلد 11 از مرزا غلام احمد صاحب)

ہاں آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(انجام آتھم صفحہ 289 در حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔ اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے ان کے نام رکھے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم صفحہ 291، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

(انجام آتھم صفحہ 291 در حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11، از مرزا غلام احمد صاحب)

میرے نزدیک مسیح (علیہ السلام) شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

(بحوالہ ریویو جلد نمبر 1 صفحہ 124، 1902ء، بیان مرزا صاحب)

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔

(کشتی نوح صفحہ 71، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 از مرزا غلام احمد صاحب)

ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

(نسیم دعوت 74-75 ،مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434-435 از مرزا غلام احمد صاحب)

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال کو روویں۔ کیا مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں، مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش رُوئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے، تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔

یسوع صاحب (عیسیٰ علیہ السلام) ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے مست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے میں ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہوسکتی ہے۔ کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے، کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں، اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت، اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے اور جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی؟ افسوس کہ یسوع (عیسیٰ علیہ

السلام) کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا، اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔

(انوار القرآن نمبر 2 صفحہ 73-74، مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 448-449 جلد 9 از مرزا غلام احمد صاحب)

مسیح (علیہ السلام) کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی...... بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن شریف میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(دافع البلاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 220 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو کسی خطاب سے نوازتے ہیں تو کسی کو کوئی خطاب عطا فرماتے ہیں مثلاً آدم اور داؤد علیہما السلام، دونوں کو خلیفۃ اللہ کا خطاب دیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو عبداً شکوراً کے خطاب سے نوازا۔ حضرت ابراہیم اور ادریس علیہما السلام کو صدیق، اور ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کے ساتھ حنیف اور خلیل کے خطاب سے یاد فرمایا، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حلیم اور صادق الوعد کے خطاب سے شرف بخشا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخلص اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو نعم العبد اور حضرت ایوب علیہ السلام کو نعم العبد کے ساتھ صابر کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ علی ہذا اگر یحییٰ علیہ السلام کو سیّد اور حصور کا خطاب بخشا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "اید ناہ بروح القدس اور روح اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیرا کا خطاب دے کر آپ کا مرتبہ بلند فرمایا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا تو اس کی وہی وجہ ہے جو مرزا صاحب نے بیان کی ہے اور اگر واقعی وہی وجہ ہے جو جناب مرزا صاحب نے بیان فرمائی ہے تو جناب مرزا صاحب نے بھی اپنے کئی نام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوئے ہیں بیان فرمائے ہیں اور وہ ننانوے ہیں، مثلاً آریوں کا بادشاہ (1) کرشن (2) رودر گوپال (3) برہمن اوتار (4) امین الملک (5) جے سنگھ بہادر۔ علاوہ ازیں اور بھی جتنے نام ہیں ان میں حصور نام نہیں ہے تو کیا اس کی وجہ بھی وہی ہے جو عند المرزا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے حصور نام نہ رکھنے کی تھی؟ کیا کوئی احمدی دوست مرزا صاحب کو اسی قماش کا انسان تصور کرنے کے واسطے تیار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کے نزدیک تھے؟ اور پھر اس ضرب سے تو نعوذ باللہ من ذالک باقی انبیاء علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہتے کیونکہ سوائے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کسی نبی کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا۔ مرزا صاحب کو اگر باقی انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا پاس نہیں تھا تو کم از کم اتنا سمجھ میں آجاتا کہ میری اس بیان کردہ وجہ سے خود میری اپنی ذات کہاں تک محفوظ رہے گی۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

ناظرین کرام: آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ جہاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور عیب شمار کیے ہیں، وہاں آپ کی بسیار خوری کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: یسوع مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کھانے میں ایسا اول نمبر کا تھا جو لوگوں میں یہ نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آئینہ میں اپنا منہ نظر آتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے:

المرء یقیس علی نفسہ چنانچہ مرزا صاحب خود کھانے پینے کے معاملہ میں صف اول میں تھے۔ میں اپنے دعویٰ کی دلیل میں مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیان کی عبارت نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں:

مرزا صاحب کے مرغوبات:

بیان کیا مجھ کو عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنویں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے، اور مٹی کے تازہ ہنڈیا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا......... گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 181 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا......... فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا......... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے، سالن ہو یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی......... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب، مرغ، پلاؤ یا

انڈے اوراسی طرح فرینی.....دودھ، بالائی، مکھن، بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے۔......میوہ جات آپ کو پسند تھے...... پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے، سردلی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔ برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پرچول تھی کہ ہندوؤں کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 132 تا 135 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا خاکسار نے پوچھا۔ کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہو جاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا ہضم تو نہیں ہوتا تھا لیکن پی لیتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 50 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

سب کچھ پسند تھا۔ اگر پسند نہ تھی تو صرف بیچاری دال (از مؤلف)۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت صاحب باہر مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ابتداء میں بعض دفعہ آپ کے ساتھ ایک آدمی ہوتا تھا اور بعض دفعہ دو اور بعض دفعہ چھ سات آدمی ہوتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے یہ تعداد پندرہ بیس تک جا پہنچی تو آپ نے کھانا باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا .....پھر یہ بات نہ رہی اور آپ نے گھر میں بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔

(میاں بشیر الدین محمود احمد کا بیان اخبار ''الفضل'' جلد 34 نمبر 300 مورخہ 5 دسمبر 1946ء)

ہم بہت شکر گذار ہوں گے، اگر کوئی احمدی احباب اس پر روشنی ڈالیں کہ آخر کیا مجبوری پیش آ گئی تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی اس عادت کو تبدیل فرمالیا۔

ناظرین کرام! مرزا صاحب نے جو الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہیں، وہ گذشتہ سطروں میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ دوبارہ یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے۔ اور کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی آپ رکھتے تھے۔ حرامکار عورت کے چھونے سے آپ کی شہوت نے جنبش کی تھی۔ ایک کنجری بغل میں بیٹھی گود میں تماشہ کرتی رہی اور آپ اس حالت میں وجد میں بیٹھے رہے۔ ایک بے تعلق جوان عورت آپ کی خدمت کرتی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی احمدی دوست قرآن شریف اور حدیث شریف کی اور بائبل سے کھلی مجلس میں یہ الزامات ثابت کردے

تو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔

هل من مبارز   مرزا صاحب کی خدمت نامحرم مستورات کے سپرد تھی۔

اسٹیشن کی سیر:

بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے کہنے لگے بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ وہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے.......... حضرت صاحب نے فرمایا! جاؤ جی! میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی عبدلکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 63 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

چهل قدمی:

مرزا صاحب فرماتے ہیں، میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لیے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ خادم عورتوں سے مراد خدمت گار عورتیں ہیں، جو پندرہ سولہ عورتیں ہیں۔

(کتاب منظور الٰہی صفحہ 244 مطبوعہ قادیان، از بابو منظور الٰہی قادیانی)

دو کنواری لڑکیاں:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد کپورتھلوی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہے اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب اندر گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور اس کے بعد میاں ظفر احمد سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے کہا حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ

خودفرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے (مرزا کی طرح) وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموما بدنما ہوجاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے۔ اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کردیا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 259 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

قهوه پلانا:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا۔ اور فرمایا: زینب یہ پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہوجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔ تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا۔

(سیرۃ المہدی صفحہ 266 جلد 3 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

کھانا کھلانے والی:

بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب نے، کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی، وہ بعض اوقات واپس آکر کہتی تھی میاں ان کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش، یا کتابیں ہیں اور یا وہ ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 234 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(نوٹ) کتابیں پڑھنا بھی شان نبوت کے خلاف ہے۔ وہ انسان کی تے نہیں چاٹتے۔ (مؤلف)

پاخانہ میں لوٹا:

ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لیے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوئم صفحہ 243 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

بھانو اور مرزا صاحب دیاں لتاں:

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت اُم المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے

ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانوتھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اُوپر سے دباتی تھی، اسی لیے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ (مرزا صاحب کو پتہ لگ جانا چاہیے تھا) تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی، جی ہاں تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑیاں وانگ ہویاں ایں۔ یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

(سیرۃ المہدی جلد سوئم صفحہ 210 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

عائشہ اور پائوں دبانے کی خدمت :

مرزا صاحب کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ میری بیوی عائشہ جو مجھے بہت پیاری تھی، حضرت جی کو اس کے پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔

دوپٹہ اورکسی کی یاد:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آ کر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی اس بیچاری کو سل کی بیماری تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کیلئے یاددہانی کے لیے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔

(سیرۃ المہدی جلد سوئم صفحہ 126 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

رات کو پہرہ:

مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا، اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی جلد سوئم صفحہ 213 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(عورتوں سے پاؤں دبوانے اور پہرہ دلوانے میں کوئی راز ہوگا ورنہ مردوں کی کمی تو نہ تھی۔ از مؤلف)

مراق کا مجرب نسخہ:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہیں کر سکتی تھی .... میں حضور کی خدمت کرتی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو.......... میں اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے ایک میل دور تھا۔ تانگے کی تلاش کی مگر نہ ملا اس لیے مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا۔ مجھے پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی، آرام معلوم ہوتا تھا، حتیٰ کہ دوسرے روز پھر میں پیدل حضور کی زیارت کو آئی تو دورۂ مراق جاتا رہا اور بالکل آرام آ گیا۔ (سیرۃ المہدی صفحہ 275 جلد 3 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(مراق کا نسخہ زینب کیلئے تو تیر بہدف ثابت ہوا، مگر خود مرزا صاحب تمام عمر مراق کے مریض رہے۔ از مئولف) لکھتے ہیں، مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کے دھڑ کی کثرتِ بول۔ (تشحیذ الاذہان جون 1906ء) اور نہ ہی یہ نسخہ مرزا صاحب کی بیوی کو راس آیا۔ لکھتے ہیں میری بیوی کو مراق ہے۔ (بیان مرزا صاحب مندرجہ بالا کتاب منظور الٰہی صفحہ 244 مطبوعہ قادیان از بابو منظور الٰہی قادیانی)

یہ مراق کا مرض موروثی چلا آتا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں، مجھ کو بھی مراق کا مرض ہے (از مؤلف)۔

ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ (یہ وغیرہ تشریح طلب ہے از مؤلف) اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ رات خدمت کرتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ (حوالہ)

اسی طرح عائشہ کو پاؤں دبانے میں خاص مشق تھی یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس کی پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے کہ نامحرم عورتوں سے ساری ساری رات پیر دبوائے اور پہرا دلوائے اور پنکھا کرائے۔ خاص کر زینب جو ایک خوبصورت جوان لڑکی سے ساری رات پنکھا وغیرہ اور اسی

طرح کی خدمت کرائے۔ خاص کر جب کہ مرزا صاحب سیالکوٹ کے سفر میں ہیں، بیوی بھی پاس نہیں۔ اور قوت مردی بھی پچاس آدمیوں کے برابر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(تریاق القلوب صفحہ 126 مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 254 جلد 15 از مرزا غلام احمد صاحب)

اس پر کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب کی شہوت نے جنبش نہ کی ہوگی اور کیا کچھ نہ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہونگے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔

ناظرین کرام! آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ کہا ہے اسے قرآن شریف سے ہی ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے مرزا صاحب کی اس بہتان تراشی اور مسیح علیہ السلام کی توہین کرنے پر لعن طعن ہوئی تو فرمانے لگے یہ جو کچھ میں نے کہا ہے صرف انجیل کے حوالوں سے ہے۔

لیکن ناظرین کرام :آپ کو یاد رہے کہ یہ بھی کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق ہے۔ چنانچہ خلیفہ مرزا محمود کا کہنا ہے ''کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرام زادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی۔'' -(احرار کو مباہلہ کا چیلنج صفحہ 10)

لیکن سچ ہے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا عبارتوں میں قادیانی تہذیب نے برہنہ ناچ کیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس عبارت کے مکروہ اور گندے الفاظ انجیل میں نہیں ہیں۔ مرزا صاحب نے انجیل کا نام لے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ اور اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں انجیل کی اصل عبارت نقل کرتا ہوں تا کہ عامۃ الناس اندازہ لگا سکیں کہ مرزا صاحب نے کس قدر کذب بیانی، افترا پردازی اور بہتان طرازی کا مظاہرہ کیا ہے۔

بائبل میں ہے!

پھر کسی فریسی نے اس (یسوع مسیح) سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھا۔ پس وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا تو دیکھا ایک بدچلن جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے وہ سنگ مرمر کی عطردانی میں عطر لائی، اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے اور اس کے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا۔ اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں یہ کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی

ہے وہ کون ہے اور کیسی عورت ہے کیونکہ بد چلن ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ اے شمعون! مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ وہ بولا اے استاد کہہ۔ کسی ساہوکار کے دو قرضدار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ جب ان کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت رکھے گا؟ شمعون نے جواب میں کہا، میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ اور اس عورت کی طرف پھر کر اس نے شمعون سے کہا تو اس عورت کو دیکھتا ہے، میں تیرے گھر میں آیا، تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیے اور اپنے بالوں سے پونچھے، تو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں میرے پاؤں کا چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے۔ اس لیے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے کیونکہ اس نے بہت محبت کی۔ مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبت کرتا ہے اور اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اس پر وہ جو اس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے، اپنے جی میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے جو گناہوں کو بھی معاف کرتا ہے؟ مگر اس نے عورت سے کہا، کہ تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے۔ سلامت چلی جا۔ (انجیل لوقا باب 7، ورس 36 تا 50)

پھر مریم نے جٹا ماسی کا ادھ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لے کر یسوع کے پاؤں پر ڈالا، اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے اور گھر عطر کی خوشبو سے مہک گیا۔ مگر اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص یہوداہ اسکریوتی جو اسے پکڑوانے کو تھا، کہنے لگا، یہ عطر تین سو دینار میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا۔ اس نے یہ اس لیے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کا فکر تھا، بلکہ اس لیے کہ چور تھا۔ چونکہ اس کے پاس تھیلی رہتی تھی۔ اس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا۔

پس یسوع نے کہا کہ اسے یہ عطر مرے دفن کے دن کے لیے رکھنے دے کیونکہ غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔ (انجیل یوحنا باب 12 ورس 4 تا 8)

اور جب یسوع بیت عنیاہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا تو ایک عورت سنگ مرمر کی عطر دانی میں قیمتی عطر لے کر اس کے پاس آئی اور جب وہ کھانا کھانے بیٹھا تو اس کے سر پر ڈالا۔ شاگرد یہ دیکھ کر خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کس لیے ضائع کیا گیا۔ وہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو دیا جا سکتا تھا۔ یسوع نے یہ جان کر ان سے کہا کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے کیونکہ غریب غربا، تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا اور اس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا ہے، یہ

میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اس نے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائے گا۔ (انجیل متی باب 26 ورس 6 تا 13)

ناظرین کرام! ہم نے اناجیل سے اصل واقعہ نقل کر دیا ہے۔ وہ بدچلن عورت جس کا نام مریم تھا، اپنے گناہوں کی معافی کے لئے روتی ہوئی یسوع مسیح کے پاس آئی۔ چنانچہ اسے کہا گیا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے، اور تیری توبہ قبول ہوئی۔ اب تو سلامت چلی جا اور وہ خوش ہو کر چلی گئی۔

مرزا غلام احمد صاحب کے توہین آمیز الفاظ، جنہیں اس نے موٹی قلم سے جلی حروف میں لکھا ہے..... گویا بغل میں ہے..... گود میں تماشا کر رہی ہے..... یسوع صاحب حالت وجد میں بیٹھے ہیں..... خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے، جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے..... یسوع کی شہوت، وغیرہ اخلاق سے گرے ہوئے حیاء سوز الفاظ اناجیل اربعہ میں سے کسی میں ہرگز نہیں اور کبھی جب مرزا صاحب سے کوئی جواب بن نہیں پاتا تو کہتے ہیں میں نے دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیں، بلکہ میں نے تو عیسائیوں کے فرضی یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ انجام آتھم صفحہ 293 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 293 پر لکھتے ہیں مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن میں کچھ خبر نہیں دی۔

ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔

(نور القرآن صفحہ 375، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 375 از مرزا غلام احمد صاحب)

لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ یسوع اور عیسیٰ ایک ہی ہستی کا نام ہے، جسے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور عیسائی یسوع کے نام سے۔ چنانچہ مرزا صاحب خود اقرار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی نام ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح مرام صفحہ 3، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 52 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ جب چھ، سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار (ترکھان) سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 23-24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 355-356 از مرزا غلام احمد صاحب)

یسوع مسیح جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 29 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29 از مرزا غلام احمد صاحب)

یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں وہ غریب گلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع ابن مریم تھا۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 27 از مرزا غلام احمد صاحب)

گذشتہ اوراق میں آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے ہوئی، چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ملی کہ تجھے ایک فرزند دیا جانے والا ہے تو اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اور.........

قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا o (سورہ مریم آیت 20 پارہ 16)	ترجمہ: بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا، اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے، اور میں بدکار کبھی نہیں تھی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا. o (سورہ مریم آیت 21 پارہ 16)	ترجمہ: وہ مجھ پر آسان ہے اور کریں گے ہم اس کو نشانی لوگوں کے واسطے، اور یہ امر طے ہو چکا ہے۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے خرق عادت معجزانہ طور پر پیدا فرما کر آپ کی پیدائش کو عجوبہ قرار دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی ظاہر فرمائی ہے اور فرمایا ہے بغیر باپ کے پیدا ہونا لوگوں کے واسطے آیۃ للناس یعنی لوگوں کے لیے ایک نشانی اور معجزہ ہے اور میری قدرت کاملہ کا نمونہ ہے۔

قارئین کرام!

مرزا صاحب نے جو اس نشانی اور معجزہ کی قدر کی اور اس پر تبصرہ فرمایا، ملاحظہ فرماویں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں.........تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمہ مسیح صفحہ 24، مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 356 جلد 20 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: بعض قویٰ سے محروم ہونے پر بھی مرزا صاحب نے لکھا ہے:

مردمی اور رجولیت انسان کے صفاتِ محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں .... حضرت مسیحؑ مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

(نورالقرآن 2 صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 392 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو سے سوال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کہیں تو لکھتے ہیں کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسی عورت کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ .... کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و انداز کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گی اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا..........

اور کہیں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیجڑا تھے کیا یہ دو متضاد صفات نہیں جنہیں مرزا صاحب ایک ہی انسان میں مانتے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کے نزدیک ہیجڑا تھے تو شہوت کیسی۔ اور اگر ان کے اندر شہوت کا مادہ تھا تو ہیجڑا پن کیوں؟ (سچ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد)

نوٹ: مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کبھی کہنا کہ وہ ہیجڑا تھے اور کبھی ان میں شہوت ماننا گویا ایک منہ سے دو متضاد باتیں، اسے تناقض کہتے ہیں اور جس کے کلام میں تناقض ہو اس کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں:

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 275، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 275 از مرزا غلام احمد صاحب)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 191، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا غلام احمد صاحب)

صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو۔ (ست بچن صفحہ 30، مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 142 از مرزا غلام احمد صاحب)

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں تناقض ہے لہٰذا مرزا صاحب جھوٹے، پاگل، بے عقل، مجنون اور منافق ٹھہرے۔ یہ ان کے اپنے قول کے مطابق ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جس کے کلام میں تناقض ہو وہ جھوٹا، پاگل، بے عقل، مجنون اور منافق ہے۔

زباں جل جائے گی گر میں نے کہا ہو کچھ سرِ محشر
تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

قرآن و حدیث:

گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرتے ہی قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ اور پیدا ہونے کے بعد پہلے ہی دن اِنّی عَبْدُاللّٰہ میں اللہ کا بندہ ہوں کہہ کر والدہ کے متعلق پوری قوم کو مطمئن کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ.	(اے مریم جس لڑکے کی ہم نے تجھ کو بشارت دی ہے وہ پیدا ہوتے ہی) مہد یعنی پنگھوڑے میں لوگوں سے کلام کرے گا

اور حدیث شریف میں وارد ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَھْدِ اِلَّا ثَلٰثَۃٌ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ وَصَاحِبُ جَرِیْجٍ ...... وَصَبِیٌّ یُرْضِعُ مِنْ اُمِّہٖ. (بخاری و مسلم)	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گود کے بچوں میں سے صرف تین ہی بچے بولے ہیں۔ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دو اور ہیں۔

اب جناب مرزا آنجہانی کی منطق بھی سنیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینے کے بولنے لگے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے، کیونکہ یہی وہ وقت ہے جو بچوں کا پنگھوڑوں میں کھیلنے کا ہوتا ہے۔ اور ایسے بچے کے لئے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ ہماری لڑکی اُمۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔ (بحوالہ ملفوظات مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب جلد 9 صفحہ 235)

از مرتب:

اگر جناب مرزا صاحب کی منطق کو صحیح مانا جائے تو پھر سب بچے مہد میں بولنے والے ہوئے تو آنحضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ لم یتکلم فی المھد الا ثلثة عیسیٰ ابن مریم و صاحب جریح .... وصبی یرضع من امه.

گود کے بچوں میں سے صرف تین بچے بولے ہیں، کا کیا مطلب ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تین کی تخصیص فرما کر سب کی نفی کیوں فرمادی۔ فتدبّروا.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وجیھا فی الدُّنیا والاٰخرۃ. (سورۃ آل عمران آیت 45 پارہ 3)	(حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں صاحب عزت ہوں گے اور آخرت میں بھی
وما قتلوْہُ وما صلبُوْہُ. (سورۃ النساء آیت 157 پارہ 6)	نہ انہوں نے (یہودیوں نے) قتل کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ سولی پر لٹکایا!
وما قتلوْہُ یقینا بل رفعهُ اللّٰهُ الیه. (سورۃ النساء آیت 158 پارہ 6)	نہیں قتل کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً بلکہ اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف (آسمان پر)
واذ کففتُ بنیٓ اسرآئیل عنک (سورۃ المائدہ آیت 110 پارہ 7)	(اے عیسیٰ یاد کر میرا وہ احسان جو میں نے تجھ پر کیا) جبکہ یہودیوں کو میں نے دُور رکھا تجھ سے، دست درازی کرنے سے تجھ پر، اور گرفتار کرنے سے تجھے۔

احمدی دوستو! قرآن شریف کی آیت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ گرفتار ہوئے، نہ قتل کیے گئے نہ پھانسی پر لٹکائے گئے، نہ انہیں بے عزت کیا گیا لیکن قرآن شریف کے خلاف مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام گرفتار کیے گئے، ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں، گالیاں دی گئیں، سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا، چہرے پر تھوکا گیا، پسلی چھیدی گئی، تازیانے لگائے گئے، منہ پر طمانچے مارے گئے، ہنسی کی گئی، ٹھٹھے سے اڑائے گئے۔ ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا۔ جو کچھ اس کے مقدر میں تھا سب کچھ دیکھ کر آخر سولی پر لٹکائے گئے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 195، 196، 197، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 295، 296، 297)

(انجام آتھم صفحہ 12، 307 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 12، 307 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: لیکن جب مرزا صاحب کی اپنی باری آتی ہے تو بابو منظور الٰہی قادیانی اپنی کتاب منظور الٰہی میں

لکھتے ہیں۔10 جولائی1899ء سے قبل جس دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداس پور حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی لینے قادیان آئے، اس دن کی صبح میر ناصر صاحب (مرزا صاحب کے خسر) نے کہیں سے سن لیا کہ آج وارنٹ گرفتاری معہ ہتھکڑی کے آئے گا۔اس وحشتناک خبر سے متاثر ہو کر میر ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں اطلاع کی۔آپ اس وقت رسالہ نور القرآن لکھ رہے تھے آپ نے سر اٹھا کر نہایت متانت سے مسکرا کر میر صاحب کو جواب دیا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشی میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لیے۔پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا: مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔وہ اپنے خلفاء اور مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔(منظور الٰہی صفحہ 141 مطبوعہ قادیان)

از مؤلف: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مامورین میں سے نہ تھے کہ مرزا صاحب کے نزدیک ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی گورنمنٹ نے ایسی رسوائی پسند کی کہ شاید کسی دوسرے کو ایسی رسوائی اور ذلت نہ پہنچی ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی۔

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ . اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا o وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيلَ. (سورۃ المائدہ آیت 110 پارہ 7)	جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو تجھ پر ہوا ہے اور تیری ماں پر ....اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور نکتے کی باتیں اور توراۃ اور انجیل۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ تورات، انجیل اور علم وحکمت کی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سیکھی تھیں۔مرزا صاحب نے اس سے متعلق جو کچھ کہا ہے اسے ملاحظہ فرماویں۔لکھتے ہیں:

"نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔لیکن جب سے

یہ چوری پکڑی گئی ہے، عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لیے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوخ حاصل کریں۔

لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رُوسیاہی ہوئی۔ اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توراۃ کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ اور یا اس اُستاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے تھے۔

(انجام آتھم صفحہ 290، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: انبیاء علیہم السلام علم ظاہری ہو یا باطنی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ کہ استاد واجب الاطاعت ہوتا ہے، اگر کوئی شخص نبی کا استاد ہو تو نبی پر واجب ہے کہ اس کی اطاعت کرے، اور اپنے استاد کے سامنے دو زانو بیٹھے لیکن یہ عقل اور کانشنس کی رُو سے غلط اور نبی کی شان کے خلاف ہے اور نبی کی توہین ہے۔

مرزا بشیر الدین احمد اپنی کتاب ذکرِ الٰہی کے صفحہ 18 پر لکھتے ہیں، کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے؟ گو شاگرد علم کے لحاظ سے اُستاد کے برابر بھی ہو جائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔

(ذکرِ الٰہی صفحہ 18)

ظاہر ہے کہ

نبی متبوع ہوتا ہے، نہ تابع، نبی مطاع ہوتا ہے نہ مطیع، نبی کے سامنے سب زانوئے ادب خم کر کے بیٹھتے ہیں، نہ کہ اس کے برعکس۔ وہ نبی ہی کیا جو اپنے امتیوں میں کسی کی شاگردی کرتا پھرے۔ پھر کچھ عرصہ بعد جا کر کہے۔ حضرت صاحب اللہ نے مجھے نبوت عطا کی ہے۔ استاذ صاحب کہے بیٹا وہ دن بھول گیا ہے جب تجھے مرغا بنا کر پیٹھ پر چار اینٹیں رکھ دیا کرتا تھا اور سوٹیوں سے دُبر شریف کی خدمت کی جاتی تھی۔ مرزا صاحب نے خود براہین احمدیہ کے صفحہ پر لکھا ہے۔ انبیاء براہِ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا استاذ اللہ تعالیٰ خود ہوتا ہے۔ سامعین حضرات! یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمت ہے، جھوٹ ہے آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنجِيلَ (سورہ آل عمران آیت 48 پارہ 3)	عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب وحکمت اور نکتے کی باتیں اور تورات وانجیل اللہ تعالیٰ نے خود سکھائیں۔

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک یہودی استاذ تھا جس سے آپ نے توراۃ سبقاً سبقاً پڑھی تھی اور نعوذ باللہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زیرکی یعنی عقل وفہم سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ جھوٹ ہے۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا انکار نہیں تو اور کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو علم کتاب وحکمت اور یہ نکتے کی باتیں اور تورات وانجیل میں نے سکھائی تھیں۔ سامعین حضرات! اصل بات یہ کہ آئینہ میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ یہ ساری رام کہانی مرزا صاحب کی اپنی من گھڑت ہے۔ مرزا صاحب خود مختلف اساتذہ سے پڑھتے رہے اور مختلف علم حاصل کرتے رہے۔ اور بوجہ زیرکی اور عقل فہم کی خرابی کے امتحان میں فیل بھی ہوتے رہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

بچپن کے زمانہ میں میری (یعنی مرزا غلام احمد کی) تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ میں جب چھ سات سال کا ہوا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ .... اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے قریب ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار بزرگ آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب سترہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان آخر الذکر مولوی صاحب سے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ .... کو حاصل کیا۔

(کتاب البریہ صفحہ 161، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 179 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا بشیر احمد ایم اے (جو جناب مرزا صاحب کے صاحبزادے ہیں) سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں، اس زمانہ میں یعنی جب مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے، مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے، کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کے وقت کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر میر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی، اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 155 روایت نمبر 150 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

ازمؤلف: مرزا صاحب کے الہامات سے بھی بس ایسی معلوم ہوتی ہے بطور نمونہ چند انگریزی الہام درج ذیل ہیں، ملاحظہ فرماویں:

(1) We can what we will do.

(براہین احمدیہ اول صفحہ 572، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 572 از مرزا غلام احمد صاحب)

(2) Though all men should be angry God is with you. He shal help you. Words of God not can exchang You have to go to Amritsar. He halts in Zila Peshawar.

(مکتوبات احمدیہ صفحہ 69 جلد 1)

(3) God is coming by His army.

(حقیقۃ الوحی صفحہ 316 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا غلام احمد صاحب)

(4) I shall give you a large party of Islam.

(براہین حاشیہ جلد 3 صفحہ 664، روحانی خزئن جلد 1 صفحہ 664 از مرزا غلام احمد صاحب)

(5) I am querlr.

(براہین احمدیہ جلد 3 صفحہ 563 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 563 از مرزا غلام احمد صاحب)

I am by عیسٰی.

(براہین احمدیہ جلد 3 صفحہ 573 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 573 از مرزا غلام احمد صاحب)

He is with you to kill enemy.

(حقیقت الوحی صفحہ 316 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا غلام احمد صاحب)

براہین نمبر 3 صفحہ 484 ہے کوئی فقرہ درست ان الہامات میں؟

یہ خدا کا کلام ہے اور کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ خدا انگریزی نہیں جانتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچویں جماعت کے کسی بچے کی انگریزی ہے۔

مرزا صاحب کے بیٹے بشیر احمد سیرۃ المھدی حصہ اول کے صفحہ 156 پر لکھتے ہیں۔ جناب (مرزا صاحب) آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔

قارئین حضرات! اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں، ضرب المثل ہے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ ذات کی کرلی اور شہتیر کو جپھے۔ مرزا صاحب کا نام نہاد صحابی لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعداد کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان، ریویو بابت ماہ مئی 1929ء)

مرزا صاحب فرماتے ہیں: اس جسم کا کرہ ماہتاب (یعنی چاند) یا کیزہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔

(روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 126 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: مرزا صاحب کے فوت ہونے کے تقریباً ساٹھ سال بعد امریکہ اور روس نے اس جسم کے ساتھ چاند پر پہنچ کر مرزا صاحب کی تکذیب کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب نے جو کہا ہے، باوجود اس کے مرزا صاحب نے اس جسم کے ساتھ چاند پر پہنچنے کو لغو قرار دیا ہے، وہ لغو ہے۔ آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ احمدیوں کے نزدیک مرزا صاحب کا ذہنی ارتقاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا ہوا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کے زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر ہوائی جہاز میں انسان پرواز کر چکا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن کا ذہنی ارتقاء احمدیوں کے نزدیک مرزا صاحب سے کم تھا) اور اس زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز تو کجا، ایک فٹ کی بلندی کا پرواز کا خیال تک بھی کسی کو نہ آ سکتا تھا۔ فرمایا! میں معراج کی رات چاند تو اپنی جگہ پر رہا۔ ساتوں آسمانوں سے کہیں آگے ہو کر آیا ہوں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے۔

قارئین کرام! اگلے صفحہ پر قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا ذکر ہے۔ جو معجزات اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o (سورۃ آل عمران آیت 49 پارہ 3)	ترجمہ: اور کرے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف۔ کہے گا عیسیٰ علیہ السلام بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے، کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے، اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو، اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں جو کھا کر آئے ہو، اور جو رکھ کر آئے ہو گھر میں، اس میں نشانی پوری ہے تمہارے لیے اگر ہو تم ایماندار۔

اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد و کھلا (سورۃ المائدہ آیت 110 پارہ 7)	جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان، جو ہوا ہے تجھ اور تیری ماں پر، جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے۔
و اذ علمتک الکتب والحکمۃ والتورۃ والانجیل و اذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمہ والابرص باذنی و اذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین ○ (سورۃ المائدہ آیت 110 پارہ 7)	جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے، جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں، کچھ نہیں یہ مگر جادو ہے کھلا۔

الحمدللہ تو اب ذرا سا غور کرو کیا قرآن شریف سے یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات دیئے اور انہوں نے قوم کے سامنے دعویٰ کیا اور معجزات دکھائے۔ ایک مرتبہ پھر مذکورہ بالا آیات کا بغور مطالعہ کریں اور پھر مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس پر غور کریں۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے:

اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔ اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب نے فرماتے ہیں حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی، اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔

یہ وہی بات ہوئی کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح تھی، لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا

حرام کی اولاد نہ ہو، اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے؟ اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو کہنا پڑتا تھا، ہاں صاحب نظر آ گیا۔

سو یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش بندیوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔

(انجام آتھم درحاشیہ صفحہ 288-289، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288-289 از مرزا غلام احمد صاحب)

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔

(انجام آتھم صفحہ 290، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 درحاشیہ از مرزا غلام احمد صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر سے کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی بھی آپ استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہے تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم درحاشیہ صفحہ 291، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق سے اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا، پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے، اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں، اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں،

اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ .... ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب مسمریزم طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری مشق کرنے والے اپنی رُوح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں .... محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اللہ اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں .... اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا .... ۔ بہرحال مسیح کی یہ ترابی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا .... واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈال دے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی اور دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت نکما اور ضعیف ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے ہیں مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 154 تا 158، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254 تا 258 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

وہ (مسیح علیہ السلام) صرف ایک خاص قوم کے لیے آیا۔ اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ چھوڑ گیا، جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا۔ اور اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا۔

(اتمام الحجہ صفحہ 36 لاہوری صفحہ 32، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو سے چند سوال:

(1) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات اقدس سے دنیا کو کوئی روحانی فائدہ نہیں پہنچا؟

(2) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہوا؟

(3) نقل کفر کفر نہ باشد۔ کیا اللہ تعالیٰ کو نبوت کے لیے کوئی موزوں شخص نہ مل سکا جو ایسی ہستی کو نبی بنا دیا کہ جس کی نبوت نے نقصان زیادہ کیا اور نفع کم کر دیا۔

(ابھی ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ مسیح عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو، کچھ خدا کا خوف بھی کرو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 432)

از مؤلف: ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (سورۃ النمل آیت 65 پارہ 20)	ترجمہ: فرمادیجئے (اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو سوائے اللہ کے۔

رہا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے پینے کی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتے تھے۔ یہ ہمارا اپنا ذاتی خیال نہیں بلکہ ہمارے اس عقیدے کی بنیاد قرآن شریف پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o (سورہ آل عمران آیت 49 پارہ 3)	ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ) خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم، اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم اپنے گھروں میں، اس میں البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو ماننے والے۔

ظاہر ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں مطلع علی الغیب (اور وہ بھی

بعض خبروں پر نہ کہ تمام پر) کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ آل عمران آیت 179 پارہ 4)	ترجمہ: نہیں اللہ تعالیٰ کہ اطلاع دے غیب کی باتوں پر تم سب کو۔ ہاں چن لیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے اور اس سے کونسا شرک لازم آتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کر کے نہیں فرمایا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا. (سورہ ہود آیت 49 پارہ 12)	ترجمہ: واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے وحی کے ذریعے ہم نے آپ کو بتلادیا۔ ہمارے بتلانے سے پہلے نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم۔

اب نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی نفی کی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ میرے بتلانے سے پہلے نہ آپ اس واقعہ سے باخبر تھے نہ آپ کی قوم۔ اب ظاہر ہے کہ قوم کو کب خبر ہوئی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کب خبر دی، جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

علیٰ ہذا جس طرح اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو مطلع فرمادیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر قوم کو بتلادیا کرتے تھے کہ تم آج کیا کھا کر آئے ہو۔ اور کیا گھر میں رکھ کر آئے ہو۔ فرمایئے اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات غیر کو دینا کیوں کر لازم آیا۔ دوسری طرح مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص بہاؤالدین .... نے پچاس روپیہ میرے نام بھیجے۔ اور قبل اس کے روپیہ کی روانگی سے مجھے اطلاع ہو، خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس روپیہ آنے والے ہیں۔ میں نے اس غیب محض سے بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلادیا کہ عنقریب یہ روپیہ آنے والا ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ 127، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 255 از مرزا غلام احمد صاحب)

پھر اسی کتاب تریاق القلوب میں فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا کہ عبداللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خاں ۔ چنانچہ چند ہندو اتفاقاً اس وقت موجود تھے، جن میں ایک لالہ شرمپت کھتری، اور لالہ ملاوامل کھتری بھی ہے، ان کو یہ الہام سنا دیا گیا۔ اور صاف طور پر کہ دیا گیا کہ اس الہام سے مطلب یہ ہے کہ آج عبداللہ خاں نامی ایک شخص کا ہمارے نام کچھ روپیہ آئے گا۔ اور خط بھی آئے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک ہندو............اس بات کے لیے مستعد ہوا کہ میں بذاتِ خود آزماؤں............سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا اور آپ ہی پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے یہ خبر لایا کہ عبداللہ خاں نامی شخص کا اس ڈاک میں خط آیا ہے اور کچھ روپیہ آیا ہے............وہ ہندو............نہایت تعجب اور حیرت میں پڑا کہ غیب کی بات کیوں کر معلوم کی گئی۔

(تریاق القلوب صفحہ 101، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 229 از مرزا غلام احمد صاحب)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کے نشان دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔

(تریاق القلوب صفحہ 72، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 200 از مرزا غلام احمد صاحب)

مؤلف کی طرف سے الزامی جواب: احمدی دوستو! تم کہتے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ قبل از وقوع واقعات کی اطلاع دے دیا کرتا تھا مثلاً تم کہتے ہو منی آرڈروں کے پہنچنے اور اطلاع ملنے سے پہلے مرزا صاحب بتا دیا کرتے تھے کہ کتنے روپے کس شخص کی طرف سے میرے نام کے آنے والے ہیں۔ اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ طاعون پھیلنے سے بیس برس پہلے مرزا صاحب نے طاعون کی خبر دی تھی اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ جو زلزلہ 4 اپریل 1905ء کو آیا تھا، اس زلزلہ کی خبر مرزا صاحب نے 25 برس پہلے سے دی رکھی تھی۔

احمدی دوستو!

کیا یہ ساری غیب کی خبریں نہیں، جن کے قبل از وقت معلوم ہو جانے کا مرزا صاحب کو دعویٰ تھا اور تمہارا مرزا صاحب کے ہر دعوے پر ایمان ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک خدا کو تمام صفات سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان یعنی مرزا صاحب کو دے دو۔ آخر کیوں؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اسی طریق سے جو طریق مرزا صاحب نے اختیار کی ہے۔

قارئین کرام اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ o سورۃ یٰسین رکوع o	ترجمہ:اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

خلاصہ :کن فیکون سے سب اشیاء کو عدم سے جانب ہستی لانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔یہ صفت اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی عطا فرمائی ہے،چنانچہ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا!

اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتُ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ . (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 108، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 108 از مرزا غلام احمد صاحب)	ترجمہ: (اے مرزا) تیرا حکم یہی ہے کہ جب چاہے کسی چیز کو تو،تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

رُدر گوپال (یعنی فنا کرنے والا اور پروش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 591،مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 591 از مرزا غلام احمد صاحب)

اعطیت صفة الا فناء و الا حیاء۔اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ 55-56،مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 55-56 از مرزا غلام احمد صاحب)

خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔۔۔۔اور اس حالت میں ،میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین اور نیا آسمان چاہتے ہیں،سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو۔۔۔۔پیدا کیا۔۔۔۔اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔اور کہا!**انا زینا السماء الدنیا بمصابیح** (ہم نے زینت بخشی دنیاوی آسمان کو ستاروں کی جگمگاہٹ سے) پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے پیدا کریں۔

(کتاب البریہ صفحہ 104-105،روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 104-105 از مرزا غلام احمد صاحب)

دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی۔۔۔۔۔۔اور معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔

(اربعین 3 صفحہ 71،مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 413 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!**وانت من ماء نا**

ترجمہ:اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔

(اربعین 2 صفحہ 43،مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 385 از مرزا غلام احمد صاحب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 89 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 89 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں، پھر میں نے یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو:

یہ ماننا کہ اللہ سے اطلاع پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم کو بتا دیا کرتے تھے کہ آج تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ یہ تو تمھارے نزدیک شرک ہے کیونکہ ہم بقول مرزا صاحب، اللہ تعالیٰ کی صفت ایک عاجز انسان میں مانتے ہیں۔ لیکن کیا مذکورہ بالا تمام صفات کا مرزا صاحب میں ماننا تمہارے نزدیک شاید عین توحید ہوگی۔

الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے کیا، کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔

(انجام آتھم صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288 از مرزا غلام احمد صاحب)

کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی۔

(ازالہ اوہام صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 106، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف : یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء ہے، انہوں نے کبھی زلزلے، قحط اور لڑائیوں وغیرہ کی پیش گوئیاں نہیں کیں۔ قرآن شریف کو شروع سے آخر تک بار بار پڑھیں، ان پیش گوئیوں کا آپ کو وہاں نام تک بھی نہیں ملے گا۔ جن پیش گوئیوں اور معجزات کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا تھا۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے تیسرے اور ساتویں پارے میں فرمایا ہے۔ میں بھی اسی رسالہ کے صفحہ پر لکھ چکا ہوں۔ مَنْ شَآءَ فَلْيُرَاجِعُ۔

اور بالفرض اگر مان بھی لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زلزلے، قحط، لڑائیوں کی پیش گوئیاں کی تھیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو اعتراض مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا ہے، وہی اعتراض مرزا

صاحب پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کی پیش گوئیاں مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ مثلاً زلزلوں وغیرہ کی پیش گوئیوں کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی، جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا زلزلة الساعة ۔۔۔ یعنی خدا تازہ نشان دکھلائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی ۔۔۔۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب پیش آئے گا۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔

(مجموعہ اشتہار، رسالہ تبلیغ رسالت جلد 10 صفحہ 79 مرزا غلام احمد صاحب 8 اپریل 1905ء)

9 اپریل 1905ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے۔ جو نمونہ قیامت اور ہوش رُبا ہوگا۔ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلا دے گا، دور نہیں ہے۔ مجھے خدائے عز و جل نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لیے دو نشان ہیں۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ 83)

اے عزیز و آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا، جو 28 فروری 1906ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا، جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ 106)

1907ء کو الہام ہوا۔ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مریں گے۔

(تذکرہ صفحہ 705 مطبوعہ الشرکتہ الاسلامیہ لمیٹڈ، ربوہ)

علاوہ ازیں جناب مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ زلزلہ آنے والا ہے ۔۔۔۔۔۔ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے در حقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ۔۔۔۔۔۔ بہر حال اس سے خوف کرنا لازم، اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں۔

(مرزا صاحب کا اشتہار، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم)

اس زلزلہ کا مرزا صاحب کو آخر تک انتظار رہا۔ نہ آیا اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ 1914ء میں یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے بشیر الدین محمود احمد خلفیہ قادیان ارشاد فرماتے ہیں۔ اس پیشگوئی میں لفظ زلزلے کا ہے۔ لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی۔

(دعوۃ الا بر صفحہ 231، از صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد)

جنگ خود ایک لڑائی ہے۔ جنگ کے تاثرات راقحط نمبر 2 لوگوں کا مرنا۔

مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ جناب مرزا صاحب نے زلزلے، قحط، لڑائی اور مری پڑے گی وغیرہ کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں۔ اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں؟ صرف یہی زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں زلزلے آئیں گے مری پڑے گی۔

مرزا کی پیش گوئیوں پر ایک دفعہ میرا کسی پادری سے تبادلہ خیال ہوا وہ مرزا صاحب کی زلزلے والی پیش گوئی کا ذکر کر کے کہنے لگا۔ مرزا نے زلزلے کی پیش گوئی کر کے فرمایا! مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے، یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ جو دنیا پر آئے گی۔۔۔۔۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا۔ اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہو گا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے۔ بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو، قریب ہو یا دور ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد 10، صفحہ 79 اشتہار مرزا صاحب 8 اپریل 1905ء)

ہم جانتے ہیں کہ مرزا صاحب تاریخ اور وقت کے تعین کے ساتھ اگر زلزلہ کی کیفیت بھی واضح کر دیتے۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمانے لگے۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا ہے کہ اگلے سال بعض احباب دنیا میں نہ ہوں گے۔ گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کشف کے مصداق کون کون احباب ہیں۔

(مندرجہ ملفوظات مسیح موعود جلد اول صفحہ 50,51 از مرزا غلام احمد صاحب)

یہاں بھی چاہیے تھا کہ مرزا صاحب اول تو نام ہی بتا دیتے یا کاغذ کے ٹکڑے پر نام لکھ کر اپنے کسی مرید کو دے دیتے اور تاکید فرماتے کہ کاغذ کھولنا نہیں۔ جب اگلے سال کشف کے مصداق احباب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، تو کاغذ کھول کر دیکھنا انہیں کے نام درج ہوں گے جو احباب فوت ہو چکے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں سال بھر میں کوئی نہ کوئی آخر فوت ہو ہی جائے گا۔ تو جب کوئی فوت ہو جائے گا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ جناب مرزا صاحب کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔

علیٰ ھذا زلزلے کے متعلق جب مرزا صاحب نے نہ زلزلہ کی کیفیت واضح کی اور نہ ہی وقت، تاریخ اور نہ سنہ کا یقین بتلایا، بلکہ صاف کہا مجھے علم نہیں کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت اور مجھے علم نہیں، چند دن یا چند ہفتوں یا چند مہینوں، چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آفتوں کا گھر ہے اور آئے دن حادثات رونما ہوتے ہیں تو کیا اس قدر لمبے اور غیر معین اور عرصہ میں کوئی حادثہ نہ ہو گا۔ ضرور ہو گا تو کیا اسکا بھی یہی مطلب ہو گا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کو معلوم کرنے کے بعد مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب پیشگوئی کو ایسا گڈمڈ کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص صحیح نتیجے پر پہنچ ہی نہ سکے۔ اپنے دور اور مریدین کے لیے یہ سہولت پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ربڑ کے تسموں کی طرح پیش گوئیوں کو جدھر چاہیں کھینچ کر اپنا مطلب نکال لیں۔

پادری صاحب کہنے لگا جناب مرزا صاحب انجام آتھم کے صفحہ 288 پر فرماتے ہیں۔ اس درماندہ انسان (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں۔

تو یہی زلزلے وغیرہ کی پیش گوئیاں جناب مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ اور انہیں پیش گوئیوں کی بنیاد پر احمدی حضرات مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ تو ہمیں بھی حق ہے کہ یہ کہیں خدا کی لعنت ان دلوں پر جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں مرزا صاحب کی نبوت پر دلیل ٹھہرائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع صاحب کو کیسی سوجھی، اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی، کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔

اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو کہنا پڑا کہ ہاں صاحب خدا نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے کیسا داؤ کھیلا، یہی آپ کا طریق تھا۔ (روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289، انجام آتھم صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کھنا ھے :

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اور جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا، اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔

(انجام آتھم صفحہ 290، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترا ہے۔ انہوں نے کبھی معجزہ مانگنے والوں کو نہ گالیاں دی ہیں،

نہ کبھی معجزہ دکھانے سے انکار کیا ہے، بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو آپ نے قوم کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔	ترجمہ: بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو، اور زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں جو کچھ کھا کر آئے ہو اور جو کچھ رکھ کر آئے ہو گھر میں، بے شک اس میں نشانی پوری ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

مذکورہ بالا آیت نے فیصلہ فرما دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ببانگِ دُہل قوم سے فرمایا کہ میں ان معجزات کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس مبعوث ہوا ہوں۔ نہ یہ کہ معجزہ دکھانے سے انکار کیا اور معجزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا فرمائے تھے۔ فَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. لیکن کافروں نے یہ کہہ کر یہ کھلا جادو ہے، معجزات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے انکار کرنے والوں اور یہ کہنے والوں کو کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کافر کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جادو کفر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کے معجزات کو جادو اور نبی کو جادوگر کہنے والا کیوں کر مسلمان ہو سکتا ہے۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات بنا ہوا تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 163، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 263 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا۔ اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکل سکیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ 6، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 106 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے ممکن ہے کہ آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے ظاہر کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم صفحہ 291 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول کو فریبی اور مکار کہنا اور پھر یہ کہ جس کے معجزات کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہو اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماویں کہ میں نے اسے آیات اور بینات کے ساتھ مبعوث کیا، اس کے معجزات کا تو انکار کیا جائے اور پانی کے تالاب یعنی جوہڑ جس میں کتنے موتیں اور بھینسیں گوبر کریں، اس کے معجزات کو مانا جاوے۔ ایسی الٹی سمجھ بھی اللہ تعالیٰ کسی کو نہ دے۔ آمین ثم آمین۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ!!!

کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو، جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ بس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو

لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں میں ڈال کران کو زندہ کرنے کے موافق کردکھاتے ہیں۔............ محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اللہ اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔اور یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔.......... بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطورِ خاص مصلحت کے تھیں۔مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔

اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا''

(ازالہ اوہام صفحہ 154 تا158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254 تا258 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: جب کوئی انسان ایک سچ چھپاتا ہے تو اسے دس جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔مرزا صاحب نے جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا تو کافی ہیر پھیر سے کام لیا۔کبھی تو فرمایا: حق بات یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اور کبھی فرمایا: بہت بڑے کاریگر اور صناع تھے، لہٰذا کلوں کے ذریعے ان کی بنائی ہوئی مٹی کی چڑیاں پرواز کرتی تھیں اور کبھی کہا کہ آپ کے معجزات عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطورِ لہو ولعب نہ بطورِ حقیقت کے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے جو کچھ بھی ظہور میں آیا، وہ بایں وجہ نہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آیات و بینات عطا فرما کر مبعوث کیا بلکہ (نعوذ باللہ) آپ ایک ماہر فن مداری اور بہت بڑے تماشہ نما تھے۔جسمانی امراض مثلاً مادرزاد اندھے اور کوڑھی وغیرہ کو چنگا اور درست کرنے والے معجزہ کے متعلق کبھی کہا، جس تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال تھا کہ آپ اس تالاب کی مٹی استعمال کرتے تھے۔ اور کبھی کہا یہ اور مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ یہ سب کچھ عمل الترب، یعنی مسمریزم کے طریق سے تھا اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عمل یعنی مسمریزم ایسا قدر کے لائق نہیں۔اولیاء اللہ اور اہل سلوک اور کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔اور میں بھی اگر مکروہ نہ سمجھتا تو کافی حد تک مشق کر لیتا۔تو کیا حضرت عیسٰی اور الیسع علیہما السلام کاملین میں سے نہ تھے کہ ان کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت

ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے، کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ عمل برا ہے اور مرزا صاحب اسے مکروہ جانتے ہیں اور اولیاء اللہ اور اہل سلوک کاملین حضرات ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں تو حضرت عیسیٰ اور حضرت الیسع علیہما السلام جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ وہ بکلی طور ایسے عملوں سے دور رہتے۔

ان کے متعلق کیوں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عمل الترب یعنی مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ کیا یہ ان پر افتراء نہیں تو اور کیا ہے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

پھر ستم یہ کہ جب یہ عمل لائق قدر نہیں اور مکروہ ہے تو اللہ تعالیٰ کو کونسی مجبوری پیش آ گئی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے سیکھنے کے واسطے حکم فرمایا اور جو کام اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس ناقابل قدر اور مکروہ عمل کے ذریعہ لیا ہے وہ کسی لائق قابل قدر اور پاک عمل کے ذریعہ نہیں لیا جا سکتا تھا؟ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک بڑا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی و دماغی طاقت کو خرچ کرتا رہے، وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت نکما اور ضعیف ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 158، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 258 از مرزا غلام احمد صاحب)

پھر مرزا صاحب کا کہنا ہے:

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر وہ کیا بنائیں گے (ضرورت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ کو ان کے دوبارہ بھیجنے کی۔ ایک دفعہ تو غلطی ہو گئی)

(نعوذ باللہ من ذالک) (اخبار بدر مورخہ 9 مئی، 1907ء صفحہ 5)

از مؤلف: مرزا صاحب کا مذکورہ بالا قول اگر صحیح ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں معبوث فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام عبث اور غیر ضروری دھندوں میں پڑ کر اصل مقصد کو

فوت کر دیں گے۔ یعنی امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے، اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوگا۔ رشد و ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ناکام رہیں گے۔ علم ما کان یکون اللہ تعالیٰ کی صفات لازمہ میں سے ہے۔ وہ خدا ہی کیا جسے یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے بھیج رہا ہوں کہ وہ ہدایت رشد و توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں کامل طور پر قائم کرے۔ مگر وہ ناکام ہوں گے۔

اور اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے نااہل کو کیوں مبعوث فرمایا۔ دونوں صورتوں میں (نعوذ باللہ) اللہ پر الزام آتا ہے۔ احمدی دوستوں کے پاس کیا جواب ہے۔ یا پھر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے کے لیے نہیں مبعوث فرمایا تھا، بلکہ جسمانی امراض کے رفع دفع اور علاج کے واسطے ایم بی بی ایس ڈاکٹر مقرر ہو کر آئے تھے۔

اذ لم تستحی فاصنع ما شئت — ترجمہ: جب حیا نہ ہو تو جو دل چاہے وہی کر۔

احمدی دوستو: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (سورۃ الانبیاء آیت 25 پارہ 17)	ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کو یہی کہا کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، سو میری ہی عبادت کرو۔

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو رشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے واسطے مبعوث فرمایا کرتے ہیں۔ امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس ان کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے اور رسولوں کے انتخاب میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ کسی نااہل کو نبوت عطاء فرما کر قوم کی طرف بھیجا ہو۔ اور وہ ہدایت رشد و توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کی بجائے جسمانی امراض کے رفع دفع کرنے میں اپنی تمام تر طاقت صرف کر دے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس جو اصلی مقصد ہے وہ اس سے فوت ہو جائے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد کا خیال ہے۔ یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اس پر تہمت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم اور انتخاب کو بھی غلط قرار دینا ہے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

لطیفہ:

ناظرین کرام! آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

اور پیش گوئیوں کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ مذاق بھی اڑایالیکن جب مرزا صاحب کے زمانے میں طاعون پڑی اور زلزلے آئے ،تو فرمانے لگے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل متّی باب 24 میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کے وقت طاعون پڑے گی۔حضرت مسیحؑ نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔

(کشتی نوح صفحہ 5،مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 5 از مرزا غلام احمد صاحب)

پھر لطیفہ پر لطیفہ یہ کہ : جب ہم نے متی باب 24 کو کھول کر دیکھا تو وہاں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہوا پایا۔اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر تھا،اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آ کر کہا۔ہم کو بتا یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔یسوع نے جواب میں ان سے کہا، کہ خبر دار کوئی تم کو گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئینگے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے،خبر دار گھبرا نہ جانا کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔اور بھونچال آئیں گے۔۔۔۔اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑیں ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔۔۔۔۔

قارئین کرام !حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو قوم کی ہدایت کے واسطے مبعوث فرماتے ہیں تو معنوی معجزات یعنی مدعی نبوت کے وہ نمایاں اوصاف وملکات جو اللہ تعالیٰ کسی کسب کے بغیر شروع ہی سے اس میں ودیعت فرماتے ہیں مثلاً اس کی صداقت امانت اس کے معالی اخلاق، اس کی علوہمتی، مستقل مزاجی، شجاعت، خوبصورتی، تعلیم وتزکیہ، روحانی جسمانی عیبوں سے بے عیب اور ماضی کا بے داغ ہونا۔جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔**فقد لبثت فیکم عمرا من قبلی افلا تعقلون o** وغیرہ کے علاوہ حسی معجزات بھی،مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا خوفناک اژدہا بن جانا،اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے کرنا،بھی عطاء فرماتے ہیں۔تا اپنے من جانب اللہ ہونے پر بطور دلیل پیش کر سکیں۔نبوت کی تاریخ سے ان میں ایسا لزوم ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کی زندگی معجزات سے خالی نہیں ملتی۔اسی تاریخ کے بناء پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ سے بھی معجزات طلب کیے گئے۔

فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَo (سورۃ الانبیاء آیت 5 پارہ 17)	ترجمہ: اسکو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے پیغمبر نشانیاں (معجزات) لے کر آئے تھے۔

اسی کے ساتھ صحیح بخاری میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ان الفاظ میں موجود ہے۔

ما من نبی من الا نبیاء الا اعطی من الا یاتo	ترجمہ:کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جسے کچھ نہ کچھ معجزات نہ دیے گئے ہوں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ حسی معجزات برحق ہیں تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ معجزہ خدائی فعل ہوتا ہے۔خود رسولوں کا فعل نہیں ہوتا۔اس کا ظہور بھی اللہ کے ارادے اور مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔انبیاء علیہم السلام کے ارادہ کو معجزات میں ذرا بھر بھی دخل نہیں ہوتا۔یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن شریف جب معجزات کا تذکرہ کرتا ہے تو ہمیشہ اس طور سے کرتا ہے کہ وہ رسالت کی طرح رسولوں کو اپنی طرف سے دے کر بھیجے جاتے ہیں۔یہ حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی سرگزشت سے بہت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

جب ان کو نبوت عطا ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ رب العلمین کی طرف سے ان کو خاص طور پر دو معجزے بھی مرحمت ہوئے۔

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰیo (سورہ طٰہٰ آیت 17 پارہ 16)	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کیا ہے تیرے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ!
قَالَ ھِیَ عَصَایَ (سورہ طٰہٰ آیت 18 پارہ 16)	موسیٰ علیہ السلام بولے یہ میری لاٹھی ہے۔
قَالَ اَلْقِھَا یَا مُوْسٰی (سورہ طٰہٰ آیت 19 پارہ 16)	فرمایا اللہ تعالیٰ نے ڈال دے اس کو اے موسیٰ۔
فَاَلْقٰھَا فَاِذَاھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی (سورہ طٰہٰ آیت 20 پارہ 16)	تو اسکو ڈال دیا، پھر اسی وقت وہ سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا۔
وَلّٰی مُدْ بِرًاوَّ لَمْ یُعَقِّبْ (سورہ النمل آیت 10 پارہ 19)	بھاگا موسیٰ پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا۔
قَالَ خُذْ ھَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی (سورہ طٰہٰ آیت 21 پارہ 16)	فرمایا اللہ تعالیٰ نے پکڑ لے اس کو اور مت ڈر اس کو ہم ابھی پھیر دیں گے پہلی حالت پر۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہ پتہ تھا کہ عصا ڈالنے کے بعد یہ سانپ بن جائے گا اور نہ یہ پتا تھا کہ دوبارہ پکڑنے پر یہ پھر عصا بن جائے گا۔چونکہ یہ خدائی فعل تھا۔لہذا لاٹھی سے سانپ اور سانپ کے

دوبارہ پھر لاٹھی بن جانے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مطلق بے خبر تھے اور یہی وجہ ہے جب آپ نے لاٹھی کو سانپ کی شکل میں دیکھا تو مارے ڈر کے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ورنہ اپنے پیدا کردہ معجزہ سے ڈرنے اور بھاگنے کا کیا معنی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جب دوسرا معجزہ ید بیضا والا عطاء فرمایا تو ارشاد ہوا

فَذَانِکَ بُرْ هَانَانِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْ عَوْنَ وَ مَلَائِه (سورۃ القصص آیت 32 پارہ 20)	سو یہ دو سندیں نشانیاں معجزے تیرے رب کی طرف سے ہیں (اتمام حجت کے واسطے)، فرعون اور اس کے سرداروں پر

اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس تشریف لائے تو فرمایا

قَدْ جِئْتُکُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ (سورۃ آل عمران آیت 49 پارہ 3)	لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے۔

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو اپنی قدرت کاملہ سے اپنے نبی کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ تو پھر کیوں کسی نبی کے معجزات کا انکار کیا جائے اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو یہ کہہ کر رد کیا جاوے کہ مادرزاد اندھے کو بینائی دینا اور مبروص کو مرض برص سے شفاء دینا اور مٹی کے پرندوں میں جان ڈالنا، اور مردے کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میری ذاتی طاقت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ارادے کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف طور پر فرمایا:

یہ معجزات جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں باذن اللہ، اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہیں۔ میرا کام صرف مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا ہے اور اس میں پھونک مارنا ہے، زندہ کر کے اڑانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام مادرزاد اندھے کی آنکھ اور مبروص کے بدن پر ہاتھ پھیرنا ہے بینائی اور شفاء دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام صرف مردے کے زندہ ہو جانے کی دعاء کرنا ہے۔ دعا، قبول فرما کر زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں۔

اخراج البیھقی فی الا سماء و الصفات. ان عیسی ابن مریم کان اذا ارادان یحیی الموتی	حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مردے کو زندہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو دو رکعت نماز

صلی رکعتین... فاذا فرغ مدح لله واثنی علیه ثم دعا بسبعة اسماء یا قدیم یا حی یا دائم یا فرد یا احد یا وتر یا صمد	نفل پڑھتے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے اور سات ناموں سے دعا کرتے،
(الدر منثور جلد 2)	یا قدیم، یا حی، یا دائم، یا فرد، یا احد، یا وتر، یا صمد

اب جبکہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے، تو آخر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو تسلیم کرنے سے کیوں گریز کیا جائے؟ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ یہ خدائی صفات ہیں اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ اسی طرح سے مادر زاد اندھے اور مبروص کے متعلق اور ایسا ہی احیاء موتیٰ کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ میں گذشتہ صفحات میں تفصیل سے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ معجزہ خدائی فعل ہوتا ہے۔ اس میں نبی کے ارادے اور طاقت کو کوئی دخل نہیں۔ دوسری طرز سے یہ جاننا چاہیے کہ پیڑ پر پھل لگانا اور ہر قسم کے پودے کو بار آور کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔

لیکن جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی تصنیف سیرۃ المہدی کے صفحہ 4 پر لکھتے ہیں: بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں پھر رہے تھے، جب آپ سنگترہ کے ایک درخت کے پاس سے گذرے تو میں نے یا کسی اور نے (یعنی والدہ صاحبہ) نے کہا کہ اس وقت سنگترہ کو دل چاہتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے سنگترہ لینا ہے؟ والدہ صاحبہ نے یا اس شخص نے کہا ہاں لینا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے اس درخت کی شاخوں پر ہاتھ مارا، اور جب آپ کا ہاتھ شاخوں سے الگ ہوا تو آپ کے ہاتھ میں سنگترہ تھا اور آپ نے فرمایا! یہ لو والدہ صاحبہ نے کہا! زرد رنگ کا پکا ہوا سنگترہ تھا۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت سنگترہ کا موسم تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا! نہیں۔ اور وہ درخت پھل سے بالکل خالی تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 4 روایت 6۔ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

غور فرماویں کہ یہاں نہ تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ یہ معجزہ جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے یہ دراصل باذن اللہ، اللہ کے حکم سے ہے اور نہ ہی کسی دوسرے احمدی دوست نے یہ معجزہ بیان کر کے باذن اللہ کی قید لگائی ہے۔ باوجود اس کے تمام احمدی احباب جناب مرزا صاحب کے اس معجزہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کو بجائے تسلیم کرنے کے الٹا مذاق اڑاتے ہیں۔ جن کے متعلق آپ یعنی (عیسیٰ علیہ السلام) فرما رہے

ہیں باذن اللہ، یہ جو کچھ مجھ سے بطور معجزہ ظاہر ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مشیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بار بار فرماتے ہیں!!!!

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی ط و تبری الاکمہ و الابرص باذنی ط و اذ تخرج الموتی باذنی و اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین o (سورۃ المائدہ آیت110 پارہ7)	عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا تجھ پر اور تیری ماں پر، جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے، پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب دور رکھا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے (گرفتار کرنے سے تجھ کو) جب تو لے کر آیا ان کے پاس معجزات تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں، یہ معجزات نہیں بلکہ مسمریزم (جادو) ہے کھلا۔

اب ظاہر ہے کہ جس طرح مردے زندہ کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے، بعینہٖ درخت سے پھل حاصل کرنا جبکہ شاخیں پھل سے خالی ہوں اور پھل کا موسم بھی نہ ہو، ناممکن اور انسانی قبضہ قدرت سے باہر ہے۔

ہمارے مخاطب احمدی احباب کے پاس سوائے اس کے اور کیا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مرزا صاحب کے ہاتھ پر سنگترے کا معجزہ ظاہر فرمایا ہے۔تو ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اس میں کیا شک ہے کہ مردے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔کسی انسان کو کیا طاقت ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں مردے زندہ کرسکتا ہوں، ہاں اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے کہ معجزانہ طور پر جس نبی کے ہاتھوں سے چاہے مرے ہوئے زندہ فرمادے، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معنوی معجزات کیساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسی معجزات بھی عطا فرمائے تھے۔ کمامر۔

لیکن جو ایمان دار تھے، انہوں نے کہا

ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین o (سورہ آل عمران آیت53 پارہ3)	اے رب ہمارے ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتارا اور ہم تابع ہوئے رسول کے۔تو لکھ ہمیں ماننے والوں میں۔

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌo (سورۃ المائدہ آیت110 پارہ7)	مگر جولوگ کافر تھے ان میں سے کہنے لگے نہیں یہ، معجزات مگر جادو (مسمریزم) کھلا

پس قرآن کی اس نصِ صریح نے فیصلہ کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار خواہ احمدی کریں یا کوئی اور سب کافر ہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں: غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد ہے اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اوران میں پھونک مار کرانہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔

(ازالہ اوہام صفحہ 263، مندرجہ روحانی خزائن جلد3 ازمرزاغلام احمد صاحب)

از مؤلف : مرزا صاحب روح القدس کی تاثیر تالاب میں تو مانتے ہیں، اوراس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا حالانکہ یہ تالاب میں روح القدس وغیرہ کی تاثیر والی کہانی محض افتراء ہے جسے جناب مرزا صاحب نے اپنی طرف سے گھڑلیا ہے۔جس کا ذکر قرآن وحدیث میں قطعاً نہیں ہے۔مگر عیسیٰ علیہ السلام سے وہی فعل بطور معجزہ ظاہر ہو تو شرک ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسْ (سورۃ البقرہ آیت 87 پارہ1)	اور دیے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزات اور مدد کی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے۔

لیکن مرزا صاحب کے نزدیک یہ سب کچھ مسمریزم یعنی مداری کا کھیل تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

بہرحال (عیسیٰ علیہ السلام کا) یہ معجزہ صرف ایک کھیل ہی کی قسم میں سے تھا۔اوروہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسا کہ سامری کا گوسالہ۔ (ازالہ اوہام صفحہ 263، روحانی خزائن جلد3 ازمرزاغلام احمد صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں: بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 16، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 120 ازمرزاغلام احمد صاحب)

احمدی دوستو جب مرزا صاحب نے یہ مان لیا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کہا تو پراور کس

دلیل کی ضرورت رہ گئی۔اور جب بقول مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے جھوٹے ہونے پر کئی دلائل قائم ہیں تو وہ نبی نہ ہوئے اور اگر قرآن شریف نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے تو ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں کیسے؟

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔

(روحانی خزائن جلد 19، اعجاز احمدی صفحہ 121 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: مرزا صاحب کی مذکوہ بالا عبارت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ من ذالک) نبی نہیں تھے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیاں من جانب اللہ ہوتی ہیں، جو کہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔اور صرف ہمارے نزدیک ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب بھی مانتے ہیں۔

چنانچہ کشتی نوح صفحہ 5 پر فرماتے ہیں ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں تو ان کی نبوت کیوں کر ثابت ہوئی۔دیکھا مرزا صاحب نے کس صفائی سے حضرت عیسیٰ عیہ السلام کی نبوت پر ہاتھ صاف کر دیا (لعنتہ اللہ علی الکذبین)

مرزا صاحب فرماتے ھیں:

ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ (روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب)

قارئین کرام یہ ایسے ہے جیسے آپ کہیں یہ لڑکا بہت شرارتی ہے اس میں تو سچ مچ شیطان کی روح ہے۔گویا یسوع اتنا بڑا شرارتی ہے کہ جس پر یسوع کا سایہ پڑے وہ بھی شرارتی بن جاتا ہے۔مرزا صاحب کا کہنا کہ ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی تو خود یسوع کتنا بڑا شریر ہوگا۔اب مرزا صاحب کے حسب ذیل ارشادات سنیں۔مرزا صاحب فرماتے ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 20 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 272 از مرزا غلام احمد صاحب)

2۔ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں۔۔۔۔۔۔بروز کے طور پر یسوع کی روح سکونت رکھتی ہے۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا غلام احمد صاحب)

3۔ میں مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں۔اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ

واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے اور ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔

(براہین احمدیہ صفحہ 593 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا غلام احمد صاحب)

4۔ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ 92 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد صاحب)

5۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 20 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 272 از مرزا غلام احمد صاحب)

قارئین کرام مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی سیرت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حسب ذیل 18 عادات اور خواص مسیح علیہ السلام میں یقیناً تھے وہ یہ کہ

1۔ مسیح علیہ السلام شرابی تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

2۔ بدزبان تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

3۔ وہ نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

4۔ وہ مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

5۔ روحانی تاثیروں میں ضعیف، نکمے اور قریب قریب ناکام تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

6۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں بے معنی تھیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

7۔ اس کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

8۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

9۔ ان کی معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے پیدا ہو جائیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

10۔ وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہیجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

11۔ گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

12۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

13۔ آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

14۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

15۔ آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

16۔ آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

17۔ نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

18۔ ایک آدمی شریر اور مکار صرف اس وجہ سے تھا کہ اس میں سراسر یسوع (مسیح) کی روح تھی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

قارئین کرام، حضرات مسیح علیہ السلام کی سیرت جو مرزا صاحب نے پیش کی ہے پیش نظر رکھ کر مرزا صاحب کے مذکورہ پانچ دعوے بھی آپ کے سامنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی وغیرہ وغیرہ۔ کیا کوئی احمدی دوست مرزا صاحب کو مثیل مسیح مان کر یہ اٹھارہ خواص وعادات مرزا صاحب میں ماننے کو تیار ہے مثلاً یہ کہ مرزا صاحب شرابی تھے۔ بدزبان تھے۔ وہ نہایت ہی غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ وہ مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔ روحانی تاثیروں میں ضعیف اور نکمے اور قریب قریب ناکام تھے۔ اس درماندہ انسان یعنی مرزا صاحب کی پیشگوئیاں بے معنی تھیں، وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ جو جو اور جتنے عیب مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کے اندر بیان کیے ہیں وہ سارے کے سارے مرزا صاحب کے اندر ہونے لازمی ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الٰہ یعنی معبود اور خدا کے بیٹے ہونے کی بھرپور تردید کی ہے کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ معبود تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔ یونہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تردید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز بیان بھی دیکھیں اور مرزا صاحب نے بھی تردید کی ہے۔ اسکا طرز بیان بھی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ o لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ	ترجمہ: مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔ بیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو، جو رب تمہارا اور میرا ہے۔ جس نے اللہ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر

اَنۡصَارٍ o (سورۃ المائدہ آیت 72 پارہ 6)	دی۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں۔
لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط (سورۃ المائدہ آیت 73 پارہ 6)	بیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔
مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ط قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ط اُمُّهٗ صِدِّیۡقَةٌ ط کَانَا یَاۡ کُلٰنِ الطَّعَامَ (سورۃ المائدہ آیت 75 پارہ 6)	مسیح ابن مریم نہیں ہے مگر اللہ کا رسول۔ اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ اسکی والدہ ایک راست باز عورت تھی اور دونوں کھانا کھلاتے تھے۔
وَقَالَتِ النَّصٰرٰی الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰهِ ط ذٰلِکَ قَوۡلُهُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ یُضَاهِئُوۡنَ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ط قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ o (سورۃ التوبہ آیت 30 پارہ 10)	اور عیسائی کہتے ہیں۔ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو انہوں سے اپنی طرف سے گھڑلی ہیں اور یہ دیکھا دیکھی ان لوگوں کی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے تھے۔
اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ ط وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ط لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ o (سورۃ التوبہ آیت 31 پارہ 10)	خدا کی مار ان لوگوں پر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے وہ ذات ان مشرکانہ باتوں سے، جو یہ لوگ کرتے ہیں۔
لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ط قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ مِنَ اللّٰهِ شَیۡئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ	بیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا۔ مسیح ابن مریم خدا ہی ہے۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہو کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم اور اسکی والدہ کو اور تمام زمین

يُهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (سورۃ المائدہ آیت 17 پارہ 6)	والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کو مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے۔
يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ط اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ. (سورۃ النساء آیت 171 پارہ 6)	اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ اللہ کا رسول تھا، اور ایک فرمان تھا، جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا۔ اور ایک روح تھی پس تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ (یعنی عیسیٰ اور اس کی والدہ اور تیسرا خود خدا۔ اور شرک کرنے سے باز آجاؤ۔) یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔
عَنِ الرَّبِيْعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّصَارٰى اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَاصَمُوْهُ فِيْ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ قَالُوْا لَهٗ مَنْ اَبُوْهُ وَ قَالُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ لْبُهْتَانَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَا يَكُوْنُ وَلَدًا اِلَّا هُوَ يُشْبِهُ اَبَاهُ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تعلعمون اِنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَ اِنَّ عِيْسٰى يَاْتِيْ عَلَيْهِ الْفَنَا قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ ربنا قيم	حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بحث کی۔ کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے اور جھوٹ موٹ، انہیں خدا کا بیٹا بتانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے نہیں کہ بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ اور لا فانی ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن موت آئے گی۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کا بنانیوالا ہے۔ وہ سب کی نگہداشت کرتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا وہ سب کا رزاق ہے کہنے لگے کیوں

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ یَکْلَوْہُ وَیَحْفَظُہٗ، وَ یَرْزُقُہٗ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَھَلْ یَمْلِکُ عِیْسٰی مِنْ ذَالِکَ شَیْأً. قَالُوْآ اِلَّا قَالَ اَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْفِیْ عَلَیْہِ بِشَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ قَالُوْبَلٰی قَالَ فَھَلْ تعلم عِیْسٰی مِنْ ذَالِکَ شَیْأً اِلَّا مَا عَلَّمَ قَالُوْآ اِلَّا قَالَ فَاِنَّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِیْسٰی فِی الرَّحِمِ کَیْفَ یَشَآءُ اَلَسْتُمْ تعلمون اِنَّ رَبَّنَا لَا یَأْکُلُ الطَّعَامَ وَلَا یُشْرِبُ الشَّرَابُ وَ لَا یُحْدِثُ الْحَدَثَ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تعلمون اِنَّ عِیْسٰی حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کَمَا تحمل المراۃ ثُمَّ وَ ضَعَتْہُ کَمَا تضع المراۃ وَلَدَ ھَا ثُمَّ غَذَیٰ کَمَا تغذ المراۃ الصبی ثُمَّ کَانَ یَأْکُلُ الطَّعَامِ وَ یُشْرِبُ الشَّرَابُ، وَ یُحْدِثُ الْحَدَثَ قَالُوْ ابَلٰی قَالَ فَکَیْفَ یَکُوْنُ ھٰذَا کَمَا زَعَمْتُم فَعَرَ فُوْ اثُمَّ اَبُوْا لَا حَجُوْرًا۔

(درمنثور صفحہ 3 جلد 2)

نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں؟ کہنے لگے کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمھیں علم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر عرش سے فرش تک کچھ پوشیدہ نہیں۔ کہنے لگے کہ درست ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی بن بتائے یہ سب کچھ جان لیتے ہیں۔ کہنے لگے ہرگز نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر مادر شکم میں بنائی، پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب سے پاک ہے۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر میں اس طرح رہے جیسے دوسرے بچے رہتے ہیں۔ پھر سب انسانوں کی طرف پیدا ہوئے پھر بچوں کی طرح ماں کا دودھ پیا۔ پھر کھاتے پیتے رہے۔ اور بول و براز کرتے رہے۔ کہنے لگے، کیوں نہیں فرمایا! پھر کیا تمہارا یہ خیال باطل درست ہو سکتا ہے، پس وہ حقیقت کو پا گئے مگر ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے۔

ناظرین کرام یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا اندازِ تردید۔ الوہیت مسیح۔ مجال کہ ذرہ بھر اشارۃً بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا پہلو نکلے۔ اب آپ اگلے صفحات میں مرزا کا بھی اندازِ تردید ملاحظہ فرمادیں۔

مرزا صاحب کا کھنا ھے:

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ایک کھاؤ پیو۔شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387، نورالقرآن جلد 2 صفحہ 12 از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کھنا ھے کہ :

اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے، جس کے حامی نہایت زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے۔ بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی، مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے، جو 32 برس کی عمر پا کر اس دار فانی سے گزر گیا۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔تو ہمیں یک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الہیٰ میں قبول نہ ہوسکی اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ماریں کھاتا کھاتا مر گیا۔قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ ذرا اُس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودوس کی طرف بھیجا گیا۔کیا یہ خدائی کی شان ہے کہ حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں، زنجیر پیروں میں، چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا۔اور اس حالت پر ملامت میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔اس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔اور انہوں نے ایک دم اس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔

اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا اصلی اور حقیقی خدا کی یہی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔کیا کوئی پاک کانشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ جو زمین و آسمان کا خالق اور بے انتہا قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے وہ اخیر میں ایسا بد نصیب اور کمزور اور ذلیل حالت میں ہو جائے کہ شریر انسان اس کو ہاتھوں میں مل ڈالیں۔

(معیار المذاہب صفحہ 10-11، مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 468-469 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کھنا ھے کہ

اسلام۔۔۔۔۔۔۔نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گناہ گار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا۔خون اور ہڈی اور گوشت کو

حاصل کیا۔ بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں، جیسے خسرہ، چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ وہ سب اٹھائیں۔ اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی۔ مگر چونکہ دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لیے دعوے کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔

ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے خدا عیسیٰ کی طرح) کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے۔ اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک از مؤلف)

(ست بچن صفحہ 173-174، روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 297-298 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کھنا ھے کہ

غرض وہ (یعنی مسیح علیہ السلام) اپنے خدا ہونے کا نشان دکھلا نہ سکا۔۔۔ بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر .... وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو، اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا۔ اور پھر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ خواہ مخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا۔

(براہین احمدیہ صفحہ 440، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 440 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کھنا ھے کہ

وہ (مسیح ابن مریم) ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے، تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔

(براہین احمدیہ صفحہ 441، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 441 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عیسائیو) آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے خدا صاحب تھوڑی سی بھوک کے عذاب پر صبر نہ کر کے کیوں کر انجیر کے درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آ سکا۔ اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لیے اس کی طرف دوڑا گیا، وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 446، نور القرآن نمبر 2 صفحہ 71، از مرزا غلام احمد صاحب)

مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں، نانیاں اس کمال کی ہیں۔ (روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 394، نور القرآن جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 19، از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 11 انجام آتھم صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

تکبر، خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے، وہ تو یسوع صاحب کے حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کے سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ اقرار بھی اس کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں۔ مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے۔ کوئی بھلا آدمی گذشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا۔ لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزنوں، بٹماروں کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کی زبان پر دوسروں کے لیے ہر وقت بے ایمان حرام کار کا لفظ چڑھا ہوا ہے۔ کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیوں نہ ہو خدا کا فرزند جو ہوا۔

(معیار المذاہب صفحہ 26-27، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 484-485 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں لکھ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے۔

(روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 485 معیار المذاہب صفحہ 27، از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

ہر ایک انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور مطہر اور مقرب انسان کا شیطان ایمان لے آتا ہے مگر افسوس کہ یسوع کا شیطان ایمان نہیں لا سکا بلکہ الٹا اس کو گمراہ کرنے کی فکر میں ہوا، اور ایک پہاڑی پر لے گیا اور دنیا کی دولتیں دکھا کر وعدہ کیا کہ سجدہ کرنے پر یہ تمام دولتیں دے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔

جن کے پیشوا نے خدا کہلا کر پھر شیطان کی پیروی کی یعنی اس کے پیچھے ہولیا ان کا شیطان کو سجدہ کرنا کیا بعید تھا۔
(روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 475، معیار المذاہب صفحہ 17، از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

دیکھو وہ (یعنی یسوع مسیح) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالبًا یہی حرکت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ ایک شخص نے جب اسے نیک کہا تو اس نے روکا کہ کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکر جرات کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی۔ مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا۔ بلکہ خدا بنا رکھا ہے۔
(ست بچن صفحہ 169، مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 293، از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن۔ کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے۔ اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں تو نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہوسکتی۔
(اعجاز احمدی صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 121 از مرزا غلام احمد صاحب)

ناظرین کرام! آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آپ کی والدہ ماجدہ کا مقام معلوم کرلیا ہے۔ اور مرزا صاحب نے آپ اور آپ کی اماں جان کی سیرت کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں رہا۔ پھر مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے رد کا جو انداز اختیار کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبیؑ کی توہین کرنے والا نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

احمدی دوستو! آدمی چار روپے کا مٹی کا پیالہ خریدتا ہے تو اسے اچھی طرح انگلی سے بجا کے دیکھتا ہے کہ کہیں یہ کچا یا ٹوٹا ہوا تو نہیں۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جہاں ایمان کے سودے ہوں وہاں آنکھیں بند کر کے کسی کی ہر بات قبول کرلے۔ میرے پاس آؤ یا مجھے اپنے گھر بلاؤ۔ میری سنو اور سمجھنے کی خاطر اپنی سناؤ۔ گفتگو اچھے ماحول میں ہنستے ہنساتے چائے کی پیالی پیتے پلاتے ہوگی اور ہوگی بھی انشاء اللہ موضوع پر۔ ایک مرتبہ پھر تفصیل سے سن لیں (1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں (2) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا (3) جناب مرزا صاحب نہ ولی ہیں (4) نہ مجدد ہیں (5) نہ مجتہد ہیں (6) نہ محدث ہیں (7) نہ مثیل مسیح ہیں (8) نہ مثل مسیح ہیں (9) نہ مسیح موعود ہیں (10) نہ مہدی معہود ہیں (11) نہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں (12) نہ خدا ہیں۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب اپنے تمام دعووں میں جھوٹے ہیں۔ مرزا صاحب نے جتنی پیشین گوئیاں دعویٰ کے ساتھ کی تھیں کہ یہ پوری نہ ہوئیں تو میں جھوٹا ہوں کذاب ہوں دجال ہوں لعنتی ہوں، ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ (1) مرزا صاحب نے کہا تھا عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا، وہ نہیں مرا (2) مرزا صاحبنے کہا تھا مولوی ثناء اللہ میرے سامنے مرے گا، وہ نہیں مرے بلکہ مرزا صاحب اس کے سامنے مر گئے (3) مرزا صاحب نے کہا تھا عبدالحکیم میرے سامنے مر جائے گا، وہ نہیں مرا بلکہ مرزا صاحب سامنے مر گئے (4) مرزا صاحب نے کہا طاعون قادیان میں نہیں آئیگی لیکن طاعون قادیان میں اس زور سے آئی کہ مرزا صاحب کو قادیان چھوڑ کے بھاگنا پڑا (5) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ جب تک مجھے اللہ کا نبی، رسول ساری دنیا نہیں مان لے گی طاعون نہیں جائے گی لیکن ہزار میں ایک نے بھی مرزا صاحب کو نہیں مانا تھا کہ طاعون رخصت ہوگئی (6) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ محمدی بیگم سے میری شادی نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں، دجال ہوں لیکن محمدی بیگم سے مرزا صاحب کی شادی نہیں ہوئی (7) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کسی بیوہ عورت سے میری شادی ہوگی لیکن مرزا صاحب کی کسی بیوہ سے شادی نہیں ہوئی۔

دوستو! یہ میں نے جو کہا ہے، یہ ساری باتیں مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کروں گا۔ دراصل آپ کو مربی صاحبان نے اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ نے میری باتیں جو مرزا صاحب کی کتابوں سے بھی عرض کروں گا، غور سے سنیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی سمجھ میں ضرور آ جائیں گی۔ میری باتیں سن کر 27 احمدیوں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ آخر وہ جاہل تو نہ تھے۔ اگر آپ چاہیں تو کسی اپنے مربی صاحب سے میری بات کرا دیں۔ میں مربی صاحب سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن خان شاہ عالمی مظفرگڑھی
مہتمم مدرسہ مخزن العلوم
خطیب و امام مسجد توحید (قبرستان والی)
بی ون 9 بلاک ٹاؤن شپ لاہور
فون: 0092-42-5120403 موبائل: 0300-4808818

اپیل: مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری احمدی حضرات سے درخواست ہے کہ غیر جانبدار ہو کر غور کریں کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے والے اور ان کو جھوٹا ماننے والے کیا دونوں مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ مسلمان ہونے کے لئے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ دونوں میں صرف ایک مسلمان ہے دوسرا نہیں۔ لہٰذا اب مسلمان ہونے کا مدار فیصلہ اس بات پر ہوا کہ آیا مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ آپ میں اور ہم میں صرف یہی ایک جھگڑا ہے۔

ہماری احمدی حضرات سے گذارش ہے کہ اگر وہ خود مرزا صاحب کی کتابوں روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات کو غور سے اور غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور ان کا موازنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور احادیث نبویہ سے کریں گے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب کی باتیں تضادات، کفر، جھوٹ، مکاری، دغابازی اور دجل وفریب سے بھری ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پرکھیں۔ ان کی اپنی کتب اور ان کے صاحبزادگان کی کتب اور ان کے اصحاب کی کتب کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ نظر آئے گا لیکن وہ کتابیں نہیں جو جماعت احمدیہ آپ کو پڑھانا چاہتی ہے بلکہ وہ کتابیں پڑھیں جو جماعت احمدیہ غلطی سے شائع کر چکی ہے اور اب اس کو چھپائے پھر رہے ہیں مثلاً سیرت المہدی کلمۃ الفصل وغیرہ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان کتابوں کو غیر جانبداری سے پڑھ کر آج تک ایک بھی شخص احمدی نہیں ہوا ہاں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ان کتابوں کو پڑھ کر احمدیوں کی آنکھیں کھل گیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

احمدی حضرات بتائیں کہ آپ کو آخر کس چیز کی مجبوری ہے کہ ایک جھوٹے شخص کے پیچھے لگ کر اپنوں سے کٹ گئے ہو۔ اللہ پاک کو راضی کرنے کی بجائے جماعت احمدیہ کے عہدیداروں اور ایک خاندان کی رضا اور خواہش کو ماننے پر مجبور ہو۔ اس خاندان نے خدا کے نام سے تمہارا ایمان، خاندان، اولاد عزت وآبرو، وقت، مال، جائیداد غرضیکہ ہر چیز پر قبضہ کر کے تمہیں مزارعوں کی حیثیت دی ہے۔ تم سے زکوٰۃ کی بجائے ہر قسم کے ذاتی، جماعتی، سماجی اور نفسیاتی حربے استعمال کر کے بیسیوں چندے وصول کئے جاتے ہیں اور یہ خاندان خود چندوں سے مستثنٰی ہے۔ اپنے ایمان سے کہو جتنی بیعتوں کے دعوے ہر سال کئے جاتے ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ جھوٹی قسموں، جھوٹی پیشگوئیوں اور مال وزر کی خواہش والے انگریز کے اس خود کاشتہ خاندان سے اپنی جان چھڑاؤ اور اپنی اور اپنے خاندان کی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ۔

ہماری احمدی حضرات سے اپیل ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے۔ اس کی فکر کرتے ہوئے مرزا صاحب کے عقائد سے بریت کا اعلان کرتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو مصنوعی عزت کے بدلے اصل عزت سے نوازے گا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ کے خوف کو امن اور آزادی میں بدل دے گا اور روز قیامت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آپ کا حشر ہو گا۔ اگر کوئی شبہات باقی ہیں تو انہیں دور کرنے کیلئے ہمارے ساتھ رابطہ فرمائیں تا کہ آپ کے ذہن کو مطمئن کیا جائے۔ اللہ پاک آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: **5877456**
www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com